﴿......اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَنْ یَّشَآء ☆﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً مَّحْمُوْداً﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۷ جمعۃ المبارک ۴؍فروری ۲۰۰۰ء شمارہ ۵

۲۸؍شوال ۱۴۲۰ ہجری ☆ ۴؍تبلیغ ۱۳۷۹ ہجری شمسی

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

’’اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے یا تو تم نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں سخت عذاب دے گا۔ پھر تم دعائیں کرو گے مگر وہ قبول نہیں کی جائیں گی۔

(جامع ترمذی کتاب الفتن باب الامر بالمعروف)

خلاصہ درس قرآن کریم رمضان المبارک ۱۹۹۹ء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رمضان المبارک کے دوران مسجد فضل لندن میں درس قرآن مجید ارشاد فرمایا۔ اس درس قرآن کا خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر کے قارئین کی خدمت میں قسط وار پیش کر رہا ہے۔ یہ سلسلہ اختتام درس تک جاری رہے گا۔ انشاء اللہ۔ (مدیر)

درس قرآن کریم ۲۲؍دسمبر ۱۹۹۹ء۔ (سورۃ المائدہ آیت ۹۰ تا ۱۰۲)

آیت نمبر ۹۰: ’’لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْ اَیْمَانِکُمْ......الخ‘‘۔ حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ ان کے والد محترم کوئی قسم کھالیتے تو توڑا نہیں کرتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے قسموں کے کفارہ کا حکم نازل فرمایا تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ اگر میں کوئی قسم کھالوں اور دیکھوں کہ اس کے خلاف میں خیر اور بھلائی ہے تو خدا کی رخصت کو قبول کرتے ہوئے کفارہ ادا کر کے وہ کرتا ہوں جو بہتر ہے۔ (بخاری کتاب تفسیر القرآن، سورۃ المائدہ)۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے ایسی قسموں کو لغو قرار دیا ہے جن کا کوئی مقصد نہیں ہوتا اور بات بات پر قسم کھانا ایک عادت سی بن گئی ہوتی ہے۔ سب سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ اس کا مقصد قسم کھانا نہیں جیسے انسان واللہ، باللہ، تاللہ کہتا رہتا ہے۔

مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ کی تشریح میں حضور نے بتایا کہ اکثر نے اس کے معنی میانہ درجہ کئے ہیں مگر بعض مفسرین نے اَوْسَط کے معنی اعلیٰ درجہ کے کئے ہیں‘‘۔

آیت نمبر ۹۱: ’’یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ......الخ‘‘۔ حضور نے فرمایا کہ مفردات اور اقرب میں ہے اَلرِّجْسُ وَالرَّجَسُ کے معنی ہیں گندگی، گناہ، ایسا عمل جو عذاب پر منتج ہو، شک، سزا اور غصہ۔ بخاری کتاب التفسیر (سورۃ المائدہ) میں اس آیت کے نیچے درج ہے کہ حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ ’’میں نے حضرت عمرؓ کو ممبر رسولؐ پر یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت کا حکم نازل فرمایا ہے اور یہ شراب پانچ قسم کی ہے۔ انگور، کھجور، شہد، گیہوں اور جو سے تیار کردہ۔ اور خمر وہ چیز ہے جو عقل پر پردہ ڈالے‘‘۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ شراب نوشی کو اُمّ الخبائث کہا جاتا ہے۔ بالخصوص یورپین اقوام میں بدیوں کی کثرت کی یہی بڑی وجہ ہے کیونکہ شراب کے نشہ میں ظلم اور سختی کرتے وقت کسی کا ہوش نہیں رہتا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ’’چنانچہ کثرت شراب نے ولایت میں آئے دن نئے نئے جرائم کو ایجاد کر دیا ہے......قمار بازی میں اتلاف حقوق ہوتا ہے۔ شراب نوشی کے ساتھ دوسرے گناہ مثل زنا، قتل وغیرہ لازمی پڑے ہوئے ہیں۔ جہاں تک ہمیں مجرموں کے حالات سے شہادت ملتی ہے وہ یہ ہے کہ شراب سے زنا ترقی کرتا ہے۔ چنانچہ شراب نوشی میں اس وقت یورپ اول درجہ پر ہے اور زنا میں بھی اول نمبر پر ہے‘‘۔ (الحکم جلد ۷ نمبر ۲۲۔۱۷؍جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۷)

آیت نمبر ۹۲: ’’اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ......الخ‘‘۔ مفردات میں حضرت امام راغبؒ لکھتے ہیں کہ اَلْبُغْضُ کے معنی کسی مکروہ چیز سے دل کا تنفر اور بیزار ہونا کے ہیں۔ یہ حُبّ کی ضد ہے۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ فرماتے ہیں ’’بغض وعداوت ایسی بری چیز ہے کہ اس کے جس قدر ذرائع ہیں وہ بھی حرام ہیں۔ چنانچہ خمر، میسر، انصاب، ازلام کو حرام

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

عورتوں کے حقوق کی حفاظت جیسے اسلام نے کی ہے ویسے کسی مذہب نے نہیں کی

تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے اچھا ہے۔ روحانی و جسمانی طور پر اپنی بیویوں سے نیکی کرو

آنحضرت ﷺ کے ارشادات کے حوالہ سے میاں بیوی کے حقوق سے متعلق اہم نصائح

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۱؍جنوری ۲۰۰۰ء)

لندن (۲۱؍جنوری): سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے آیت ’’وَلَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ......الخ‘‘ کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ پیش فرمایا۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج جو خطبات کا سلسلہ شروع کرنے والا ہوں اس کا تعلق حقوق سے ہے۔ حضور نے سب سے پہلے احادیث نبویہ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے اچھا ہے۔ مومنوں میں سے اپنے ایمان کے لحاظ سے کامل ترین وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں اور تم میں سے اخلاق کے لحاظ سے بہترین وہ ہیں جو اپنی عورتوں سے بہترین اور مثالی سلوک کرتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ باہر کی دنیا میں لوگوں سے بہترین طریق پر پیش آئیں تو یہ اخلاق ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ باہر کی دنیا میں تو تصنع بھی ہوتا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ گھر میں بیویوں سے بہترین سلوک کرو تو تب تمہارے اخلاق بہترین ہیں۔

حضور نے آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث کے حوالہ سے بتایا کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ دنیا کے عارضی ٹھکانے میں نیک عورت سے بڑھ کر کوئی سامان افضل نہیں۔ اسی طرح حضور اکرمؐ کی حدیث کے حوالہ سے بہترین رفیقۂ حیات کے اوصاف حسنہ کا بھی ذکر فرمایا جن میں یہ امور شامل ہیں کہ وہ جسے دیکھنے سے طبیعت خوش ہو اور مرد جو کام کہے اسے وہ بجا لائے اور جسے وہ ناپسند کرے اس سے بچے۔ حضور اکرمؐ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ مومن کو اپنی مومنہ بیوی سے نفرت اور بغض نہیں رکھنا چاہئے۔ اگر اس کی ایک بات ناپسند ہے تو دوسری پسندیدہ بھی ہو سکتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے ایک اور حدیث نبوی کا ذکر فرمایا جس میں معاشرت کے بہترین اصول بیان کر دئے گئے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جو کماؤ اس کے مطابق بیوی کو دیا کرو۔ بعض لوگ خود تو دوستوں کے ساتھ باہر اچھے اچھے کھانے کھاتے ہیں اور عیش کرتے ہیں اور گھر میں بیوی بچوں کے لئے صرف دال روٹی کا انتظام کر دیتے ہیں۔ یہ اچھی بات نہیں ہے۔ حضور نے بتایا کہ آنحضرت ﷺ نے عورتوں کی نزاکت کے تعلق میں انہیں آبگینے قرار دیا ہے۔ حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

فرمایا کہ ان سے باہمی تباغض پیدا ہوتا ہے۔ مسلمان تو ان چیزوں سے بچتے ہیں پھر بھی ان میں بغض و عداوت ہے۔ اس کی وجہ مجھے تو یہی معلوم ہوتی ہے کہ قرآن مسلمانوں نے چھوڑ دیا ہے۔ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ (المائدہ :۱۵)۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹/اگست ۱۹۰۹ء۔ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۱۲۴،۱۲۵)

آیت نمبر ۹۸: "جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ.........الخ"۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ لوگ بھی گھر بنایا کرتے ہیں لیکن وہ تباہ و برباد ہو جایا کرتے ہیں۔ یہاں خدا تعالیٰ ثبوت دیتا ہے اس بات کا کہ میں ہوں اور میں علیم اور قادر مطلق ہوں۔ ابراہیمؑ نے جو گھر بنایا وہ توحید و عظمت الٰہی کی خاطر بنایا گیا تھا اس لئے اب تک قائم ہے۔ اسی طرح فرماتا ہے اللہ نے اس گھر کو عزت والا بنایا۔ قِيٰمًا لِّلنَّاس، جب تک دنیا قائم ہے یہ بھی رہے گا۔ یہ نہ ہوگا تو دنیا بھی نہ ہوگی۔

آیت نمبر ۱۰۲: "يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُؤْكُمْ ...... الخ"۔ اس آیت کی تشریح میں حضور نے فرمایا کہ جب آیات قرآن نازل ہو رہی تھیں تو اگر سوال کئے جاتے تو خدا تعالیٰ اگر ان کے جواب نہ دیتا تو کئی شکوک و شبہات پیدا ہو سکتے تھے مثلاً یہ کہ خدا تعالیٰ کو پتہ ہی نہیں کہ ہم کیا چاہتے ہیں؟ دوسری طرف اگر سب کے جواب دئے جاتے تو بہت سے ایسے سوالات بھی ہوتے ہیں جو ناواجب اور لغو ہوتے ہیں۔ اگر ان کے جواب دئے جاتے تو ناحق مشکل اور مصیبت پڑ سکتی تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آیات کے نزول کے وقت سوالات نہ کیا کرو۔ حضور نے فرمایا اگر قرآن کریم پڑھتے ہوئے کسی بات کی حکمت سمجھ نہ آئے تو کسی اہل علم سے پوچھ کر حل کر لینا چاہئے یا خدا تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے۔ میرا بھی یہی تجربہ ہے کہ ایسے مواقع پر میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی۔ بسا اوقات ایسے مواقع پر خدا تعالیٰ نے، بلکہ ہر موقع پر ہی، وہ آیات سمجھا دیں۔ لَا تَسْـَٔلُوْا میں ہر سوال کرنا منع نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک صاحب کے سوال کرنے پر فرمایا "بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے دل میں ایک شبہ پیدا ہوتا ہے اور وہ اس کو نکالتے نہیں اور پوچھتے نہیں جس سے وہ اندر ہی اندر نشو و نما پاتا رہتا ہے اور پھر اپنے شکوک اور شبہات کے انڈے بچے دے دیتا ہے اور روح کو تباہ کر دیتا ہے۔ ایسی کمزوری نفاق تک پہنچا دیتی ہے کہ جب کوئی امر سمجھ میں نہ آوے تو اسے پوچھا نہ جاوے اور خود ہی ایک رائے قائم کر لی جاوے...... ہاں یہ سچ ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر سوال کرنا بھی مناسب نہیں۔ اس سے منع فرمایا گیا ہے۔ لَا تَسْـَٔلُوا عَنْ اَشْیاء اور ایسا ہی اس سے بھی منع فرمایا گیا ہے کہ آدمی جاسوسی کر کے دوسروں کی برائیاں نکالتا رہے۔ یہ دونوں طریق برے ہیں لیکن اگر کوئی امر اہم دل میں کھٹکے تو اسے ضرور پیش کر کے پوچھ لینا چاہئے"۔

(الحکم جلد ۷ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰/اپریل ۱۹۰۳ء صفحہ ۱)

☆......☆......☆

درس قرآن کریم ۲۳/دسمبر ۱۹۹۹ء۔ (سورۃ المائدہ آیت ۱۰۳ تا ۱۱۴)

آیت نمبر ۱۰۴: "مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ.........الخ"۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ نزول وحی کے وقت سوالات کرنے سے اس لئے منع کیا گیا تھا کہ ادھر ادھر کے سوالات کے جوابات میں بہت زیادہ تفصیل ہو جاتی تھی اور قرآن بے معنی اور غیر ضروری باتوں سے بھر جاتا۔ مثال کے طور پر یہاں اللہ تعالیٰ نے بَحِيْرَةٍ اور سَآئِبَةٍ وغیرہ کا ذکر فرمایا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اب اگر ایسی تمام تفصیلات قرآن میں بیان کی جاتیں تو ان کا آئندہ زمانوں والوں کو کیا فائدہ ہو سکتا تھا؟ یہاں قرآن نے ایسی چند مثالیں دی ہیں کہ جن سوالات کی کثرت سے روکا جا رہا تھا وہ اس قسم کے سوالات ہیں جو جہالت کے آئینہ دار ہیں اور اگر سارے جواب آجائیں تو ساری کتاب ہی بے معنی اور بے حقیقت ہو کر رہ جائے گی۔

آیت نمبر ۱۰۵: "وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ.........الخ"۔ حضور نے فرمایا کہ یہ عجیب معاملہ ہے کہ جب دین کے معاملے میں انہیں کوئی عقل کی نئی بات بتائی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہمیں وہی کافی ہے جو ہمارے باپ دادا سے ہمیں ملا ہے۔ لیکن جب نئی نئی ایجادات کا تذکرہ ہوتا ہے اور ان سے اگر کہا جائے کہ انہیں بھی نہ استعمال کرو اور جو تمہارے باپ دادا نے سواریاں وغیرہ استعمال کیں انہیں ہی اپناؤ اور وہی پرانے ذرائع اختیار کرو تو پھر کہتے ہیں نہیں اس کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہم ان بے چارے انجانے لوگوں کے ذرائع بھلا کیسے اختیار کر سکتے ہیں۔ اب تو زبردست ایجادات ہو چکی ہیں اور زمانہ اتنی ترقی کر گیا ہے ہمیں نئی ایجادات سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

آیت نمبر ۱۰۵: "يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ.........الخ"۔ حضور نے فرمایا کہ یہی سب سے ضروری امر ہے کہ اپنے نفوس کے نگران بن کر رہیں اور اپنے آپ کو درست کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں "چالیس برس کا عرصہ گزرتا ہے میں نے جب مسند احمد بن حنبل پڑھی تھی تو پہلی حدیث حضرت ابو بکرؓ سے اسی آیت کی تفسیر کے متعلق پڑھی تھی۔ آپ فرماتے ہیں کہ .... جب ایسا وقت آجاوے کہ انسان بخل، کنجوسی کا مطیع ہو اور خواہشوں کا متبع اور ہر ایک شخص اپنی رائے ہی پسند کرنے لگے تو پھر تو اپنی جان کا فکر کر......"۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹/اگست ۱۹۰۹ء۔ تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹)

حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے کہ "...... اصل مطلب یہ ہے کہ جب کسی کو ہدایت پہنچائی جائے لیکن وہ نہ مانے اور بات نہ سنے تو اس وقت تم یہ نہ کرو کہ اسے منوانے کی خاطر اور اس کی اصلاح کے لئے تم اپنی اصلاح چھوڑ دو اور غلط راہ اختیار کر لو بلکہ اپنی اصلاح مد نظر رکھو۔ کسی کا دین بچانے کے لئے تھوڑی سی بے دینی اختیار کرنی جائز نہیں۔ ان کے لئے خود کوئی گمراہی والی بات نہ کرو۔ یہ خیال کر کے کہ ہم یہ بات کریں گے تو یہ بات مان لیں گے، کوئی بے دینی اختیار نہ کرو...... مثلاً بعض لوگ کہتے ہیں کہ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھ لینی چاہئے تا کہ وہ ہمیں غیر نہ سمجھیں اور ہماری باتیں توجہ سے سنیں۔ اگر ہم ایسا کریں تو ان کے احمدی ہونے سے کیا فائدہ ہوگا جبکہ ہم ایک گناہ کے مرتکب ہو کر غیر احمدی بن گئے"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "یعنی اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو پہلے اپنے نفسوں کی اصلاح کرو پھر تم دوسروں کی اصلاح کے قابل بنو گے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ضروری ہے کہ پہلے اپنے آپ کو درست کیا جاوے۔ جب تک ہم خود اپنے اعمال سے خدا کو راضی نہیں کرتے دوسروں کو خدا کی رضا کی طرف بلانا عبث ہے۔ جس شخص کے اندر خود روشنی اور نور نہیں وہ دوسروں کو کیا روشنی دے سکتا ہے اور جو آپ ٹھوکریں کھا رہا ہو وہ دوسروں کو کیا سہارا دے سکتا ہے۔ جو خود پاک نہیں، وہ دوسروں کو کیا پاک کر سکتا ہے؟......"۔ (ریویو آف ریلیجنز جلد ۳، نمبر ۱۰ صفحہ ۳۵۰، ۳۵۱)

پھر فرماتے ہیں "تم اپنی تبدیلی کے واسطے تین باتیں یاد رکھو۔ (۱) نفس امارہ کے مقابل پر تدابیر اور جدوجہد سے کام لو۔ (۲) دعاؤں سے کام لو۔ (۳) سست اور کاہل نہ بنو اور تھکو نہیں"۔

(الحکم جلد ۸ نمبر ۳۸، ۳۹۔ مورخہ ۱۰/نومبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۸)

آیت نمبر ۱۰۷: "يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْت.........الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ تمام مفسرین متفق ہیں کہ جن حالات کو اس آیت میں بیان کیا گیا ہے ان کو مد نظر رکھتے ہوئے اس آیت کو حل کرنا انتہائی مشکل ہے۔ ان مشکلات کو حل کرنے کے لئے مفسرین نے جو حل پیش کئے ہیں ان سے مشکلات مزید بڑھتی گئی ہیں۔ مثلاً وہ ان بحثوں میں پڑ گئے کہ اگر کوئی فوت کہیں ہوتا ہے اور مسجد پاس نہ ہو تو کیا ہوگا وغیرہ۔ اس لئے بہت غور و خوض کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں کہ قرآن کے بہت سے پہلو ایسے ہیں جن پر آئندہ زمانوں میں روشنی ڈالی جا سکے گی۔ اس آیت میں تو زبردست خبر دی گئی ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا جب ساری زمین مسجدوں سے بھر جائے گی۔ اس وقت ادھر ادھر تلاش کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ میں تو اس آیت کو مساجد کی کثرت اور اسلام کے پھیلاؤ کی پیشگوئی کے طور پر لیتا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے ورثاء اور بعض غیروں کو جائیداد سے حصہ دینے کے متعلق جو مختلف رواج اور امکانات پائے جاتے ہیں ان کا بھی تفصیل سے ذکر فرمایا۔

آیت نمبر ۱۰۹: "ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَاۤ.........الخ"۔ حضور نے فرمایا کہ یہی خوف کہ اگر کسی گواہ نے جھوٹ بولا تو دوسرا اُٹھ کر قسم کھا کر پہلے کے خلاف کہہ سکتا ہے۔ اس سے ورثاء کو اپنے حقوق کے محفوظ رہنے کی حفاظت اور ضمانت دے دی گئی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے کہ "پہلوں کی قسم کے بعد دوسروں کو قسم کے لئے کہا جائے گا۔ وہ اس خوف ہی سے صحیح شہادت دیں گے۔ یعنی اگر وہ جھوٹی شہادت دینے سے نہ ڈریں گے تو کم از کم اس بات سے تو ضرور ڈریں گے کہ اگر ہم نے جھوٹی قسم کھائی تو پھر ایک اور مجلس قائم ہوگی جس میں ہمارے مقابل والے لوگ قسمیں کھائیں گے"۔

آیت نمبر ۱۱۱: "اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَ عَلٰى وَالِدَتِكَ ......الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یاد رکھنا چاہئے جب 'اِذْ' کہا جاتا ہے تو مراد یہ ہوتی ہے کہ غور سے سنو اور یاد کرو اس وقت کو۔ یہاں دو قسم کے واقعات کا ذکر ہے۔ ایک وہ جب مریم اپنے بچے کو واپس لے کر آئی تھیں، جب بچپن میں باتیں کرتا تھا اور نبوت نازل نہیں ہوئی تھی دوسرے وہ جب بڑی عمر میں نبوت شروع ہو چکی تھی۔

حضور نے فرمایا کہ پیدائشی اندھا تو ٹھیک ہو ہی نہیں سکتا اور نہ ہمارے علم ہی میں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے کوئی ایسا اندھا ٹھیک کیا ہو۔ یہ دراصل ساری تمثیلات ہیں۔ نیز اگر اوپر والی تمام باتیں لفظی طور پر پوری ہوتی تھیں تو پھر خدا تعالیٰ نے یہ کیوں فرمایا کہ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ، مسیحؑ کو تو خود ہی ایسے خدائی کاموں کی وجہ سے بنی اسرائیل کے لئے کافی ہونا چاہئے تھا۔

حضور نے فرمایا کہ گزند اور تکلیف کا پہنچنا عصمت کے خلاف نہیں ہے۔ اصل مقصد اگر جان سے مارنا ہو تو اس سے بچائے جانے کو یہی سمجھا جائے گا کہ ذریعہ قتل میں وہ کامیاب نہیں ہو سکے۔ یہ اسی طرح ہے کہ آنحضرت ﷺ کو زخم بھی پہنچے تھے، لیکن دشمن آپ کو قتل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے اور بالآخر آنحضورؐ فتحیاب اور کامیاب ہوئے۔ مسیحؑ کے ساتھ بھی یہی ہے کہ یہود نے پوری کوشش کی لیکن وہ مارنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اور جیسے آنحضورؐ بظاہر زخموں سے چور ہو کر نیچے گر گئے تھے لیکن زندہ نکلے۔ اسی طرح عیسیٰؑ کے ساتھ ہوا تھا کہ شدید تکالیف پہنچائی گئیں یہاں تک کہ صلیب پر بھی چڑھا دیا گیا لیکن جب اتارا گیا تو زندہ تھے۔ حضور نے فرمایا کہ اس کی کافی تفصیلات میں پہلے بیان کر تا رہا ہوں اس لئے مزید کی ضرورت نہیں۔

آیت نمبر ۱۱۳: "اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ.........الخ"۔ حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے کہ "اس جگہ مائدۃً مِّنَ السَّمَاء کے الفاظ ہیں۔ اس سے مراد ایسی چیز ہے جو قائم رہنے والی اور نہ منقطع ہونے والی ہو۔ اور جو چیز بلا مشقت حاصل ہو اس کی نسبت آسمان کی طرف کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ آسمان سے اتری ہے"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ قرآن کہتا ہے کہ حواریوں نے مائدہ اتارنے کا مطالبہ کیا تھا۔ انجیل میں اس کا کہیں ذکر نہیں پایا جاتا۔ البتہ صرف مسیحؑ کے جواب کا ذکر

باقی صفحہ نمبر ۸ پر ملاحظہ فرمائیں

نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام
اور آپؑ کے خلفاء کا موقف

(۱۹۱۴ء سے پہلے اور بعد)

(حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس)

آج سے چودہ سو سال قبل مخبر صادق حضرت خاتم النبیین، سید الاولین و الآخرین ﷺ نے امت محمدیہ کے ایک عظیم الشان امام اور حَکَم و عَدَل اور مہدی و مسیح کی آمد کی خوشخبری دی تھی اور حضور ﷺ نے اس موعود کے لئے چار مرتبہ صراحت سے نَبِیُّ اللّٰہ کے الفاظ استعمال فرمائے تھے۔(صحیح مسلم)

آنحضرت ﷺ نے اسی بطل جلیل اور اسی پاک وجود تک اپنا محبت بھرا اسلام پہنچانے کی امت کو وصیت فرمائی تھی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

اور حضور نے امت کے اس منفرد اور واحد وجود کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا لَیْسَ بَیْنِی وَبَیْنَہٗ نَبِیٌّ (ابوداؤد) کہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوگا۔ یعنی ایک میں نبی ہوں اور ایک وہ نبی ہوگا۔ صرف یہی نہیں بلکہ حضور ﷺ نے امت محمدیہ کے اس موعود کی نبوت کو ہی افضلیت اور امتیاز کا باعث بیان کرنے کے لئے فرمایا تھا۔ اَبُوبَکْرٍ اَفْضَلُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ نَبِیٌّ (کنوز الحقائق للاستاذ السید عبدالرؤف المناویؒ) یعنی ابوبکرؓ اس امت کے سب سے افضل فرد ہیں سوائے اس کے کہ کوئی نبی پیدا ہو۔

(۲)

پھر وہ ساعتِ سعد آئی جب وہ پاک وجود قادیان کی مقدس بستی میں مبعوث ہوا، جس کی بعثت اور نزول کے انتظار میں ہزارہا صلحاء امت گزر گئے اور پھر اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے پاک مکالمہ و مخاطبہ میں نبی اور رسول کے مقام پر سرفراز فرمایا۔ براہین احمدیہ ۸۲۔۱۸۸۵ء میں طبع ہوئی۔ اس میں یہ الہامات درج ہیں " ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ"۔

(براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۸)

پھر اسی کتاب میں آپ کی نسبت یہ وحی اللہ ہے جَرِیُ اللّٰہُ فِی حُلَلِ الْاَنْبِیَآءِ یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حُلّوں میں ۔(براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۴)۔ پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی الٰہی ہے "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ "۔ حضور فرماتے ہیں اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔

(ایک غلطی کا ازالہ)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا۔ یا نَبِیَّ اللّٰہِ کُنْتُ لَآ اَعْرِفُکَ یعنی زمین کہے گی کہ اے خدا کے نبی! میں تجھے شناخت نہیں کرتی تھی۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۰)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہام "یا اَیُّھَاالنَّبِیُّ اَطْعِمُوْا الْجَائِعَ وَالْمُعْتَرَّ" میں نبی کہہ کر خطاب کیا۔ اور اسی طرح الہام "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا" میں آپ کو نبی قرار دیا گیا۔

پس متواتر ۲۳ سال تک اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی میں آپ کو نبی اور رسول اور مرسل کہہ کر خطاب فرمایا۔ اور آخری دس سالوں میں تو پہلے زمانہ کی نسبت بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں۔(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۳،۴)

(۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا موقف

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اللہ تعالیٰ سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف پایا اور خدا کے کلام میں جب بار بار حضور کو نبی، رسول اور مرسل کہہ کر پکارا گیا تو اوائل میں مسلمانوں کے عام مشہور عقیدہ اور ایک ہزار سال سے مروّجہ اصطلاحات اور نبوت کی تعریف کی بنا پر حضور نے ان الفاظ کو ظاہر پر محمول کرنے کی بجائے ان کی تاویل کرنے کا رجحان ظاہر فرمایا۔ اور نبی، رسول اور مرسل کے الہامی الفاظ کو بمعنی مُحَدَّث قرار دیا کیونکہ اس وقت تک مسلمانوں میں نبوت کی تعریف (Defination) کے ارکان ضرور یہ یہ تھے کہ نبی وہ ہوتا ہے جو کامل شریعت لائے یا سابقہ شریعت کے بعض احکام منسوخ کرے۔ اور وہ کسی دوسرے سابق نبی کا امتی نہ ہو بلکہ مستقل ہو۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکامِ شریعتِ سابقہ کہ منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہِ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے ہوشیار رہنا چاہئے کہ اس جگہ بھی یہی معنے نہ سمجھ لیں کیونکہ ہماری کتاب بجز قرآن کریم کے نہیں ہے اور ہمارا کوئی رسول بجز محمد مصطفیٰ ﷺ کے نہیں ہے اور ہمارا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے"۔

(ملاحظہ ہو مکتوب حضرت مسیح موعودؑ مورخہ ۱۷/اگست ۱۸۹۹ء مندرجہ الحکم جلد ۳ صفحہ ۲۹۔۱۸۹۹ء)

نبوت کی مذکورہ بالا تعریف کی رو سے جو مسلمانوں میں رائج تھی، حضرت اقدسؑ اپنے آپ کو کسی صورت میں نبی اور رسول قرار نہیں دے سکتے تھے اور التباس سے بچنے کے لئے حضور ان الفاظ کا استعمال اپنے لئے بہت کم کرتے تھے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی وحی میں آپ کو نبی کہا جاتا تو آپ اس پرانے عقیدہ کی بنا پر جو اس وقت مسلمانوں میں رائج تھا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا، اپنے آپ کو نبی کہنے کی بجائے ان الہامات کے یہ تاویلی معنی کر لیتے تھے کہ نبی سے مراد صرف جزئی نبوت کا حامل نبی بمعنی مُحَدَّث ہے۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ آپ اپنے دعویٰ کو نہ سمجھ سکے ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"حضرت مسیح موعودؑ پر کبھی کوئی وقت نہیں آیا کہ آپ اپنے دعویٰ کو سمجھ نہ سکے ہوں۔ آپ شروع سے آخر تک اُس مقام کو سمجھتے رہے جس پر آپ کو اللہ تعالیٰ نے کھڑا کیا ہے۔ ہاں صرف اس دعویٰ کے نام پر آپ احتیاط کرتے رہے یعنی آیا اس کا نام نبوت رکھا جائے یا مُحَدَّثِیت"۔

(حقیقۃ الامر صفحہ ۱۰)

چنانچہ یہ ذکر کر کے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مُحَدَّث ہو کر آیا ہوں، حضرت اقدس فرماتے ہیں:

"اور مُحَدَّث بھی ایک معنے سے نبی ہی ہوتا ہے...... کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزّہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآوازِ بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں"۔

(توضیح مرام روحانی خزائن جلد ۳ مطبوعہ لندن صفحہ ۶۰)

گویا آپ نبی کے لفظ کی تاویل کر کے اسے بمعنی مُحَدَّث لیتے تھے مگر چونکہ حضرت مسیح موعودؑ خدا تعالیٰ کے نزدیک نبی تھے اور خدا تعالیٰ بار بار اور متواتر بارش کی طرح اپنی وحی میں حضورؑ کو نبی اور رسول کے الفاظ سے مخاطب فرماتا تھا۔ اس لئے اس وحی نے آپؑ کو اپنے پہلے خیال پر قائم نہ رہنے دیا جیسا کہ حضرت اقدسؑ خود فرماتے ہیں کہ:

"بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر (کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو بوجہ اپنے آپ کو نبی نہ سمجھنے کے جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ ناقل) قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی"۔(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰ روحانی خزائن جلد ۲۲ مطبوعہ لندن صفحہ ۱۵۳،۱۵۴)

اس کے بعد آپ نے حضرت مسیح ناصریؑ سے ہر شان میں افضل ہونے کا اعلان فرمادیا۔ پس جب یہ امر خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر پوری طرح منکشف ہو گیا کہ مروّجہ تعریفِ نبوت جامع مانع نہیں اور یہ کہ نبی کے لئے نئی شریعت کا لانا ضروری نہیں۔ اور نہ ہی یہ ضروری ہے کہ وہ سابقہ شریعت کے بعض احکام کو منسوخ کرے اور سابق نبی کا امتی نہ ہو، تو حضرت اقدسؑ نے نبوت و رسالت کی حقیقت ان الفاظ میں بیان فرمائی۔

خدا کی اصطلاح

فرمایا:

(۱)......"نبوت اور رسالت کا لفظ خدا تعالیٰ نے اپنی وحی میں میری نسبت صدہا مرتبہ استعمال کیا ہے مگر اس لفظ سے وہ مکالمات مخاطباتِ الٰہیہ مراد ہیں جو بکثرت ہیں اور غیب پر مشتمل ہیں۔ اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ ہر ایک شخص اپنی گفتگو میں ایک اصطلاح اختیار کر سکتا ہے لِکُلٍّ اَنْ یَّصْطَلِحَ ۔ سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے"۔(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد ۲۳ مطبوعہ لندن صفحہ ۳۴۱)

(۲)......"صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمہ و مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکمِ الٰہی نبوت رکھتا ہوں وَلِکُلٍّ اَنْ یَّصْطَلِحَ"۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ مطبوعہ لندن صفحہ ۵۰۳)

اپنے نزدیک

(۳)......"میرے نزدیک نبی اس کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام قطعی اور یقینی اور بکثرت نازل ہو جو غیب پر مشتمل ہو۔ اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا"۔(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۶)

حقیقی تعریف

(۴)......"جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے۔ بالضرورت اس پر مطابق آیت لَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا"۔

(ایک غلطی کا ازالہ)

Why
Tel Da Fax
Sekundengenaue Abrechnung
Festnetz Ab 0,04 DM Pro Minute
Mobilfunk 0,48 DM Pro Minute
Super Angebot
گھر بیٹھے کنکشن حاصل کریں
KEINE VERTRAGSLAUFZEIT
LOOP 285,- DM
50,- DM GUTHABEN
SIEMENS C25
E PLUS 199,- DM
25,- DM GUTHABEN
& HANDY
D1 D2 E PLUS & VIAG INTERKOM
M.O.B. AIR TRAVEL & M.O.B. Telekommunikation
Ben Gurion Ring 64,60437 FF/M Tel./Fax:069-5072603,99993253
Www.mob-air.de e.mail: m.o.b.air@01019freenet.de

اسلامی اصطلاح

(۵)......"خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کلام پا کر جو غیب پر مشتمل ہو زبردست پیشگوئیاں ہوں، مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح کی رو سے نبی کہلاتا ہے"۔

(تقریر حجة الله مندرجه الحکم ۲/مئی ۱۹۰۸ء)

(۶)......"اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے؟ اگر کہو اس کا نام مُحَدَّث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہارِ غیب نہیں ہے۔ مگر نبوۃ کے معنے اظہار غیب ہے"۔(ایک غلطی کا ازاله)

معنوی لحاظ سے

(۷)......"میں اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنی ہیں کہ خدا سے الہام پا کر بکثرت پیشگوئی کرنے والا"۔

(مکتوب مندرجه اخبار عام ۲۳/مئی ۱۹۰۸ء)

نبیوں کی اصطلاح

(۸)......"جب کہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت و کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امورِ غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے"۔

(الوصیت صفحه ۱۲)

(۴)

مروجہ تعریف نبوت میں اس انقلابی تبدیلی کے بعد یعنی قریباً ۱۹۰۱ء سے لے کر وفات تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے برملا اور کثرت کے ساتھ اور پوری تصریح کے ساتھ اپنی ذات پر نبی، رسول اور مرسل کے الفاظ کا اطلاق فرمایا۔ لیکن حضور کو ہمیشہ یہ احتیاط مد نظر تھی کہ کہیں عوام الناس التباس کا شکار نہ ہو جائیں۔ اس لئے حضور ہمیشہ جب بھی اپنے لئے نبی یا رسول کے الفاظ استعمال فرماتے تو حضور ضرور یہ وضاحت فرماتے کہ نبوت سے میری مراد وہ معروف نبوت نہیں جس کے لئے شریعت جدیدہ لانا ضروری ہے اور جس کے لئے استقلال کی شرط ہے۔ حضور ہمیشہ اس امر کی وضاحت فرماتے کہ میں رسول کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا امتی ہوں اور مجھے جو کچھ ملا ہے حضور کے فیض سے ملا ہے اور میری نبوت حضور کے مرتبہ ختم نبوت کے قطعاً منافی نہیں اور ایک امتی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"میں نبی اور رسول نہیں ہوں باعتبار نئی شریعت اور نئے دعویٰ اور نئے نام کے۔ اور میں نبی اور رسول ہوں یعنی باعتبار ظلّیت کاملہ کے وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے"۔(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحه ۳۸۱)

اور فرماتے ہیں:

"جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے، صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں میں کہ میں نے اپنے رسولِ مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے، رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا"۔

(ایک غلطی کا ازاله صفحه ۶،۷۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ مطبوعه لندن صفحه ۲۱۰،۲۱۱)

اور پھر فرماتے ہیں:

"ہاں یہ بات یاد رکھنی چاہئے اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ کے ساتھ پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلاواسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ۔ اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمدؐ اور احمدؐ سے مسمّیٰ ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی"۔

(ایک غلطی کا ازاله صفحه ۹)

اور مارچ ۱۹۰۸ء میں وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ دراصل یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے جو بلحاظ کمیت اور کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہیں۔ ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے"۔(البدر ۵/ مارچ ۱۹۰۸ء)

اور حقیقة الوحی صفحہ ۱۵۰ کے حاشیہ پر فرماتے ہیں:

"یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سن کر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے۔ لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت ﷺ کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپؐ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی"۔(حقیقة الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحه ۱۵۴، حاشیه)

مذکورہ بالا وضاحتوں کے ذیل میں چند ایسے حوالے پیش کئے جاتے ہیں جن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پوری صراحت کے ساتھ اور علی الاعلان نبوت و رسالت کے مدعی کے طور پر سامنے آتے ہیں:۔

۱۹۰۱ء

"پس میں جبکہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پا کر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں تو میں اپنی نسبت نبی اور رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ اور جبکہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر ردّ کر دوں یا اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں؟ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افتراء کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے"۔

(ایک غلطی کا ازاله صفحه ۶، روحانی خزائن جلد۱۸ صفحه ۲۱۰)

۱۹۰۲ء

"ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اور اس کے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے"۔(نزول المسیح صفحه ۴۸۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ مطبوعه لندن صفحه ۴۲۶)

۱۹۰۵ء

"آنے والا عیسیٰ باوجود امتی ہونے کے نبی بھی کہلائے گا"۔

(براہین احمدیه حصه پنجم صفحه ۱۸۲)

۱۹۰۶ء

الف۔ "پھر یہ کیا بات ہے کہ ایک طرف تو طاعون ملک کو کھا رہی ہے اور دوسری طرف ہیبتناک زلزلے پیچھا نہیں چھوڑتے۔ اے غافلو! تلاش تو کرو شاید تم میں خدا کی طرف سے کوئی نبی قائم ہو گیا ہے جس کی تم تکذیب کر رہے ہو"۔

(تجلیات الٰہیه صفحه ۹۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ مطبوعه لندن صفحه ۴۰۱)

ب۔ "اس امت میں آنحضرت ﷺ کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی"۔

(حقیقة الوحی حاشیه صفحه ۲۸۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ مطبوعه لندن صفحه ۳۰)

ج۔ "آیت وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا کا ذکر کر کے فرماتے ہیں کہ اس آیت سے بھی "آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے"۔

(تتمه حقیقة الوحی صفحه ۶۵۔ روحانی خزائن جلد۲۲ مطبوعه لندن صفحه ۵۰۰)

د۔ "لوگ اپنے کثرت گناہوں اور بدکاریوں کی وجہ سے اس لائق ہو چکے تھے کہ دنیا میں ان پر عذاب نازل کیا جاوے۔ پس خدا تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق ایک نبی کے مبعوث ہونے تک وہ عذاب ملتوی رکھا اور جب وہ نبی مبعوث ہو گیا اور اس قوم کو ہزارہا اشتہاروں اور رسالوں سے دعوت کی گئی تب وہ وقت آ گیا کہ ان کو اپنے جرائم کی سزا دی جاوے"۔(تتمه حقیقة الوحی صفحه ۵۲۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ مطبوعه لندن صفحه ۴۸۶)

ھ۔ "اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں"۔

(تتمه حقیقة الوحی صفحه ۶۸۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ مطبوعه لندن صفحه ۵۰۳)

و۔ آیت وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"یعنی آنحضرت ﷺ کے اصحاب میں سے ایک فرقہ ہے جو ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اصحاب وہی کہلاتے ہیں جو نبی کے وقت میں ہوں اور ایمان کی حالت میں اس کی صحبت سے مشرف ہوں اور اس سے تعلیم اور تربیت پاویں۔ پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنے والی قوم میں ایک نبی ہوگا کہ وہ آنحضرت ﷺ کا بروز ہوگا۔ اس لئے اس کے اصحاب آنحضرت ﷺ کے اصحاب کہلائیں گے۔ اور جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے رنگ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں دینی خدمتیں ادا کی تھیں وہ اپنے رنگ میں ادا کریں گے۔

بہر حال یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت پیشگوئی ہے ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایسے لوگوں کا نام اصحاب رسول اللہ رکھا جائے جو آنحضرت ﷺ کے بعد پیدا ہونے والے تھے"۔

(تتمه حقیقة الوحی صفحه ۶۷۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ مطبوعه لندن صفحه ۵۰۲)

ز۔ اور فرماتے ہیں:

"غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمّت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرتِ وحی اور کثرتِ امورِ غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔

(حقیقة الوحی صفحه ۳۹۱۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ مطبوعه لندن صفحه ۴۰۶،۴۰۷)

۱۹۰۷ء

الف۔ آیت نُفِخَ فِي الصُّوْر کی تشریح میں فرماتے ہیں: "اس جگہ صُور کے لفظ سے مراد مسیح موعود ہے کیونکہ خدا کے نبی اس کی صور ہی

باقی صفحه نمبر ۱۱ پر ملاحظه فرمائیں

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

خطبہ جمعہ

دعا کے مضمون کو اگر آپ سمجھ لیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساری زندگی کے مسائل حل ہو سکتے ہیں

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض دعاؤں کا تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۲۴؍دسمبر ۱۹۹۹ء بمطابق ۲۴؍فتح ۱۳۷۸ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿وَاِذَا سَأَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّی فَاِنِّی قَرِیْبٌ . اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ. فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَالْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ﴾۔(سورة البقره آیت ۱۸۷)

اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کرتے ہیں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ تو انہیں بھی چاہئے کہ میری بات کو قبول کیا کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

یہ آیت کریمہ جو خدا تعالیٰ کی ہستی کے عظیم ثبوت کے طور پر ہے وہاں دعا کرنے والے بندے پر کچھ ذمہ داریاں بھی عائد کرتی ہے۔ اور اس کے مختلف پہلو ہیں جو پہلے میں اختصار سے بیان کرتا ہوں پھر احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالوں سے ان کی مزید تشریح کروں گا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ سَأَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّی فَاِنِّی قَرِیْبٌ پوچھنے والا کیا سوال کرتا ہے۔ اگر حاجت روائی کی باتیں صرف کرتا ہے تو عَنِّی سے تو وہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ میرے بارے میں پوچھتا ہے، میرا بندہ جب میری تلاش کرتا ہے۔ یہ بات خاص طور پیش نظر رکھنی چاہئے کہ دعا مانگتا ہے صرف نہیں فرمایا گیا بلکہ یہ فرمایا ہے کہ وہ 'میرے متعلق' مجھے تلاش کرتا پھر رہا ہے اور مجھے پوچھتا ہے۔ فَاِنِّی قَرِیْبٌ میں تو اس کے پاس ہی ہوں۔

اب قربت اور دوری خدا تعالیٰ کی یہ Relative چیزیں ہیں۔ انسان جتنا چاہے خدا کو دور کر لے اپنے آپ سے، جتنا چاہے قریب کر لے یہ اس کی سوچ کی باتیں ہیں۔ مگر سوال ایک اور پیدا ہوتا ہے کہ اگر خدا اتنا قریب ہے تو وہ جواب کیوں نہیں دیتا، تو جواب کے ساتھ ایک شرط لگا دی ہے۔ وہ شرط یہ ہے 'پس انہیں بھی چاہئے کہ میری بات کو قبول کیا کریں اور مجھ پہ ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں'۔

اب اگر انسان جب چاہے خدا کو بلانا وہ حاضر ہو جائے اور جب چاہے بلا کر ایک طرف طاق نسیاں میں رکھ دینا یہ تو نوکروں والا سلوک ہوا یعنی نوکروں سے بھی بدتر سلوک ہوا۔ واقعہ یہ ہے کہ جب انسان کو ضرورت پڑتی ہے، کسی کام کی احتیاج ہوتی ہے وہ اپنے نوکر کو آواز دے دیتا ہے وہ پاس سے بولے میں تو قریب بیٹھا ہوا ہوں، حاضر ہوں اور جب ضرورت پوری ہوئی تو گلے سے اتار پھینکا، جاؤ بھاگ جاؤ، دوڑ چلے جاؤ۔ یہ باتیں اس آیت کریمہ میں مضمر ہیں یہ ساری احتیاطیں لازم ہیں ورنہ صحیح معنے میں کسی کو جواب نہیں ملے گا۔ بسا اوقات لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے تو بہت خدا کو پکارا، بہت دعائیں کیں مگر کوئی آواز نہیں آئی۔ بعض انگریز شعراء، شیلے نے مثلاً ایک پوری نظم اس بات پہ لکھی ہوئی ہے کہ میں جگہ جگہ خدا کو پکارتا پھرا، وادیوں میں، جنگلوں میں، غاروں میں، کہیں بھی مجھے خدا کی آواز نہیں آئی۔ تو اپنا ان کا عمل خدا سے دوری کا تھا تو آواز کیسے آتی۔ خدا کی تلاش اپنی ضرورت کے لئے تھی یا محض تعجب کے طور پر دیکھنے کے لئے کہ دیکھیں کوئی آواز آتی بھی ہے کہ نہیں۔ یہ سارے مسائل ہیں جو آیت کریمہ سے تعلق رکھنے والے ہیں اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مختلف احادیث کی روشنی میں ان کو حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات بھی انہی کے گرد گھوم رہے ہیں۔

سب سے پہلے میں سنن الترمذی کتاب الدعوات سے یہ حدیث آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دعا ہی عبادت ہے۔ پھر آپ نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی اُدْعُوْنِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ. اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِی سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْن یعنی تمہارا رب فرماتا ہے کہ مجھ سے مانگو میں قبول کروں گا۔ وہ لوگ جو تکبر کی وجہ سے میری عبادت نہیں کرتے وہ جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہونگے۔

سنن ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہمارا ربّ ہر رات قریبی آسمان تک نزول فرماتا ہے۔ جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کون ہے جو مجھے پکارے تو میں اس کو جواب دوں!، کون ہے جو مجھ سے مانگے تو میں اس کو دوں!، کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تو مَیں اس کو بخش دوں۔ (سنن ترمذی ابواب الدعوات)

اب یہ حدیث صاف ظاہر کر رہی ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جس خدا کی باتیں کر رہے ہیں وہ کوئی جسمانی خدا تو نہیں ہے جو روزانہ رات کو نیچے اتر آتا ہے۔ نیچے کہاں اترتا ہے کوئی بھی ظاہری طور پر خدا کا اترنا ثابت کر ہی نہیں سکتا۔ وہ ہر طرف ہے، ہر جگہ، تو وہ اترتا کہاں ہے۔ تو اس سے مراد صرف یہ ہے کہ وہ دل پر نازل ہوتا ہے اور ہر دل پر نازل نہیں ہوتا بلکہ ہر اس دل پر نازل ہوتا ہے جو حقیقت میں پوری محبت کے ساتھ اس کی جستجو کرتا ہے۔

رات کا تیسرا حصہ باقی رہ جاتا ہے تو یہ تہجد کا وقت ہے عموماً اور یہاں رمضان کی شرط نہیں لگائی گئی۔ اس لئے احباب کو خاص طور پر متوجہ ہونا چاہئے کہ صرف رمضان میں تو نہیں اترتا۔ رمضان کے علاوہ دنوں میں بھی، جب بھی تہجد کا وقت ہوتا ہے اس وقت کوشش کریں کہ اٹھا کریں وہ وقت ہے جبکہ آپ سے زیادہ خدا کو آپ کی تلاش ہوتی ہے۔ آپ خدا کی تلاش تو ویسے ہی کرتے رہتے ہیں، فرضی باتیں بھی کرتے رہتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ حقیقی معنوں میں اپنے بندے کی تلاش میں اترتا ہے اور ایسا بندہ جس کے دل میں نیکی اور تقویٰ ہو، جو دل سے چاہتا ہے خدا کو بلانا اس کے عرش پر نزول کرتا ہے یعنی اس کے دل پر نزول کرتا ہے اور اعلان عام کرتا ہے کہ کون ہے جو مجھے پکارے، کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے میں اس وقت اس کی حاجت روائی کرنے کے لئے تیار ہوں۔

ترمذی کتاب الدعوات میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوسعید خدریؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسی قوم نہیں کہ جب بھی وہ خدا کا ذکر کرتے ہیں تو فرشتے ان کے گرد گھیرا بنا لیتے ہیں اور ان کو رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے مقربین میں ان کا ذکر کرتا ہے۔ (ترمذی کتاب الدعوات باب ما جاء فی القوم یجلسون)

اب فرشتوں کا اترنا بھی اسی طرح ہے جیسے خدا کا اترنا ہے۔ یہ نظارے ہیں بڑے خوبصورت، مجلس میں خدا کا ذکر ہو رہا ہے اور وہاں فرشتوں نے گھیرا ڈال لیا ہے۔ اس کے دو معنے ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ دلوں کو صاف کرنے والی طاقتیں جو ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ ان کی طرف نازل ہوتی ہیں اور وہ جو ذکر پاک کرتے ہیں اللہ کا تو روحانی طاقتیں جن کا کوئی شمار نہیں وہ اپنے پیار کی وجہ سے ان کے گرد جمع ہو جاتی ہیں کیونکہ خدا کا ذکر ہے تو فرشتوں کو بھی خدا کا ذکر پیارا لگتا ہے۔ دوسرے نیک بندے بھی وہاں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ جہاں اللہ کی باتیں چل رہی ہوں وہاں نیک لوگ بھی ٹھہر جایا کرتے ہیں۔ بعض دفعہ ایسے لوگوں کی مجلس لگی ہوئی ہو تو مسافر بھی گزرتا ہوا، کوئی شخص دیکھتا ہے چند لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ان کے ساتھ بیٹھ جاتا ہے۔

تو ایک روایت میں ہے کہ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور ان کی سفارش کی کہ تیرے نیک بندے تیرے ذکر میں لگے ہوئے تھے تو ان کی حاجت روائی فرما لیکن ایک ایسا شخص تھا جو چلتے چلتے تھک کر رستے میں آرام کے لئے ان کے پاس بیٹھ گیا تھا تو اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرمائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن

کے جلیس بھی بد بخت نہیں ہوا کرتے۔ پس یہ بات یاد رکھیں جب بھی اپنی مجلسیں لگایا کریں تو کوشش کریں کہ ایسے لوگوں کی مجلس میں بیٹھیں جو نیک بخت لوگ ہیں، جو ذکر الٰہی کرنے والے ہیں ان کی مجلس میں تو رستہ چلتا بھی اگر کوئی بیٹھ جائے گا تو اس کو بھی فائدہ پہنچ جائے گا۔

سنن ترمذی کی یہ حدیث عمرو بن عبسہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا۔ پروردگار رات کے آخری حصے میں بندے کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ پس اگر تم سے ہو سکے تو اس گھڑی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں میں شامل ہو۔ اگر تم ایسا کر سکتے ہو تو ضرور ایسا کرو۔(سنن ترمذی کتاب الدعوات)

یہ رات کی آخری گھڑیوں میں کیوں ہے۔ ویسے تو خدا ہر وقت ہی ساتھ رہتا ہے اس وقت کیوں؟ اس لئے کہ بندہ دن کے وقت تو مختلف کاموں میں مصروف ہو کے اپنی توجہ خدا کی طرف پوری نہیں پھیر سکتا ۔ تہجد کے وقت اس کی توجہ زیادہ خدا کی طرف ہوتی ہے۔ دوسرے وہ وقت ایسا ہے جو ریاکاری سے پاک ہے کوئی دکھاوا نہیں اس میں۔ آدھی رات کو یا تیسرا حصہ رات باقی رہ گئی ہو تو کون ہے جو گھر میں دیکھتا پھرے گا کہ کون اٹھا ہوا ہے خدا کے ذکر کے لئے۔ تو یہ خاص حکمت ہے کہ تہجد کے وقت میں کسی قسم کی ریاکاری نہیں ہو سکتی بلکہ بعض لوگ تو اپنے پیارے عزیزوں سے چھپ کے تہجد پڑھتے ہیں تاکہ ان کو بھی آواز نہ آئے۔ تو اس پہلو سے خدا تعالیٰ کو ایسے لوگ پسند ہیں جو اللہ کی محبت کی خاطر ہی اٹھتے ہیں اور اللہ کی محبت کی خاطر بنی نوع انسان سے بے پرواہ ہو کر کہ وہ ان کے متعلق کیا خیال کر رہے ہیں وہ خدا کی عبادت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں تم بھی اگر ہو سکے تو یہ گھڑی ہے جس میں اللہ کا ذکر کرنے کے لئے رات کو اٹھ جایا کرو۔

ایک حدیث ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا 'اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں بندے کے گمان کے مطابق سلوک کرتا ہوں۔ جس وقت بندہ مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرے تو اس کا مخفی ذکر اللہ کے، جو بھی دل کہہ سکتے ہیں، اللہ کے تصور میں اس کا ذکر ہوگا اور اگر وہ اونچی آواز سے ذکر کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اونچی آواز سے ذکر کرتا ہے۔ کن معنوں میں؟ آگے تشریح آتی ہے اس کی۔

اگر وہ میرا ذکر محفل میں کرے گا جیسا کہ ابھی ذکر گزر چکا ہے ایک محفل کا، تو میں اس بندے کا ذکر اس سے بہتر محفل میں کروں گا۔ یعنی بعید نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور صحابہ کرام کی جو محفل خدا نے سجائی ہوئی ہے جو بھی اس محفل کی کیفیت ہے وہ روحانی کیفیت ہی ہے جسمانی طور پر تو تصور نہیں باندھا جا سکتا۔ تو یہاں نسبتاً ادنیٰ لوگوں میں وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اونچے لوگوں میں اس کا ذکر کروں گا۔ پھر فرماتے ہیں اگر وہ میری جانب ایک بالشت بھر آئے گا تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ جاؤں گا۔ اگر وہ میری طرف ایک ہاتھ آئے گا تو میں اس کی طرف دو ہاتھ جاؤں گا۔ اگر وہ میری طرف چل کر آئے گا تو میں اس کی طرف دوڑ کر جاؤں گا۔

اب دیکھیں یہاں بھی قدموں کی بات ہو رہی ہے۔ 'چل کر جانا' تو لوگ فوری طور پر مادی تصور میں ڈوب جاتے ہیں اور انسان کو عادت ہے اپنے ماحول، اپنے جسم، اپنی طاقتوں کے مطابق خدا کا تصور باندھتا ہے اس کے حوالے سے یہ حدیثیں بھی اسی طرح بیان ہوئی ہیں مگر فی الحقیقت تو اللہ تعالیٰ نہ دوڑتا ہے نہ بھاگتا ہے وہ تو ساری کائنات کی جان ہے اس لئے مراد یہ ہے کہ جب چاہو خدا تمہارے قریب ہو جائے گا جب چاہو گے تم سے دور ہو جائے گا۔ یہ تمہارے اپنے خلوص کی بات ہے۔ جتنے زیادہ خلوص سے اس کی طرف بڑھنے کی کوشش کرو گے اس سے زیادہ تیزی سے وہ تمہاری طرف بڑھے گا۔ چنانچہ محاورے میں آتا ہے کہ ایک قدم بڑھو گے تو دس قدم وہ تمہاری طرف آئے گا۔ چل کر اس کی طرف جاؤ گے تو وہ دوڑ کر تمہاری طرف آئے گا۔ تو یہ سارے محاورے ہیں جن کو غور سے سمجھنا چاہئے۔

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جبکہ مَیں آنحضرت ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا تھا، آپؐ نے فرمایا۔ اے برخوردار! مَیں تجھے چند باتیں بتاتا ہوں۔ اوّل یہ کہ تُو اللہ تعالیٰ کا خیال رکھ، اللہ تعالیٰ تیرا خیال رکھے گا۔ تُو اللہ تعالیٰ پر نگاہ رکھ تُو اسے اپنے پاس پائے گا۔ جب کوئی چیز مانگنی ہو تو اللہ تعالیٰ سے مانگ۔ اور جب تو مدد طلب کرے تو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کر۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا تو اسے اپنے سامنے پائے گا۔ تُو اللہ تعالیٰ کو خوشحالی میں پہچان اللہ تعالیٰ تجھے تنگدستی میں پہچانے گا"۔

اب جو لوگ خوش حالی میں خدا کو بھول جاتے ہیں اور صرف تنگدستی میں خدا یاد آتا ہے ان کو خدا ان کی تنگدستی میں پھر بھلا دیتا ہے۔ ان کے اپنے نفوس تک ان کو بھول جاتے ہیں۔ اس لئے جب اچھی حالت ہو مثلاً صحت کی حالت، تونگری کی حالت، مال دولت کے لحاظ سے ٹھیک ہو فاقہ کشی نہ ہو اس وقت خدا کو یاد کرو وہ پھر تنگی ترشی کی آزمائش میں ڈالتا ہی نہیں ہے۔ اور بہت سے لوگ ہیں ان کے لئے کئی قسم کے حادثات ٹل جاتے ہیں، کئی قسم کی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں اس لئے کہ انہوں نے اپنی اچھی حالت میں اللہ کو یاد رکھا ہوا تھا۔

پھر فرماتے ہیں۔ یہ ایک فلسفہ ہے چیزوں کے پانے نہ پانے کا جس سے طبیعت راضی برضا رہتی ہے وہ یہ ہے 'اور سمجھ لے کہ جو تجھ سے چُوک گیا اور تجھ تک نہیں پہنچ سکا وہ تیرے نصیب میں نہیں تھا۔ اس لئے جو حاصل نہیں ہو سکتا تھا نہ اب اس کو یاد کرنے سے وہ مل جائے گا خواہ مخواہ اس کے لئے اپنے دل جلانے کی کیا ضرورت ہے۔ جو تجھے مل گیا ہے وہ تجھے ملے بغیر رہ نہیں سکتا تھا۔ جو تجھے مل گیا وہ تو ملنا ہی تھا یہ ایسی قطعیت ہے اس میں کہ اس کا انکار ہو ہی نہیں سکتا۔ 'جان لو کہ اللہ تعالیٰ کی مدد صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور خوشی بے چینی کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور ہر تنگی کے بعد یُسر اور آسانی ہے'۔(سنن ترمذی ابواب صفة القيامة)۔ یہ ایک بچے کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پیچھے سواری میں بیٹھا ہوا تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصیحتیں تھیں جو اس نے ہمیشہ یاد رکھیں اور آج ہمارے لئے بھی روشنی کا سامان کر گئیں۔

مسلم كتاب الصلوٰة ما يقول في الركوع و السجود۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا انسان اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدے میں ہو اس لئے سجدے میں بہت دعا کیا کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دعا کے طریق میں دونوں باتیں ثابت ہیں کھڑے ہو کر دعا کرنا اور اس کے متعلق آتا ہے کہ بعض دفعہ اتنی لمبی دعا کیا کرتے تھے کہ پاؤں سوج جایا کرتے تھے اور سجدے میں گڑگڑا کر دعائیں کرنا۔ تو یہ مختلف قسم کے مزاج ہوتے ہیں انسان کے جس وقت جو مزاج قبضہ کر لے بغیر تکلف کے اس کے مطابق انسان کو سلوک کرنا چاہئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ترمذی میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کی دعا سنی جاتی ہے جب تک وہ جلد بازی نہیں کرتا۔ یعنی کسی کی دعا بھی سن لی جاتی ہے جب تک وہ جلد بازی نہیں کرتا اور کہتا ہے میں نے دعا کی مگر میرے حق میں قبول نہ ہوئی۔ یہ چیز ایسی ہے جو دعاؤں کو نامراد کرنے کے لئے ہے۔ ایک انسان دعائیں مانگتا ہے اور کہتا ہے او ہو ابھی تو قبول نہیں ہوئی کچھ نہیں ہوا۔ اس قسم کے بہت سے واقعات ملتے ہیں کہ ایسے لوگوں کی دعائیں ساری عمر کے لئے بیکار جاتی ہیں۔

ایک واقعہ جس کا بارہا پہلے بھی ذکر گزر چکا ہے ایک شخص کا ہے جو بہت ہی خدا کا پیارا تھا، بہت قریب تھا اور اس کے پاس بہت لوگ مرید آیا کرتے تھے دعا کروانے کے لئے۔ ایک دفعہ ایک مرید کو خیال آیا کہ کیوں نہ اس سے اجازت لوں کہ میں بھی رات کو دعا میں ساتھ ہی کھڑا ہو جاؤں تو اللہ تعالیٰ نے اس مرید کی آزمائش کرنی تھی وہ جب کھڑا ہوا تو ایک دعا کے اختتام پر اس کو الہام ہوا کہ نامنظور ہے۔ اس کے بعد اس نے پھر وہی دعا شروع کر دی۔ نماز کے بعد اس کے مرید نے کہا کہ آپ کو کیا ہوا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے نامنظور ہے پھر بھی آپ پیچھے لگے ہوئے ہیں کہ بس میں نے دعا مانگنی ہے۔ پہلی بات تو اس نے یہ بتائی کہ یہ دعا میں تیس سال سے کر رہا ہوں آج تک نہیں تھکا۔ تم ایک دن سن کر تھک گئے ہو۔ میں بندہ ہوں میرا کام مانگنا ہے وہ مالک ہے چاہے تو دے چاہے تو نہ دے۔ جب وہ یہ کہہ رہا تھا تو اس کو الہام ہوا جو اس مرید نے بھی سنا کہ اے میرے بندے میں نے تیری تیس سال کی ساری دعائیں قبول کر لی ہیں۔ اب یہ دیکھو کہ قبولیت دعا کا کتنا عظیم نشان ہے یہ کہ دعا میں تھکنا نہیں چاہئے۔ وہ دعا بہت ہی پیاری ہے حضرت زکریاؑ کی جس میں حضرت زکریاؑ فرماتے ہیں میری ہڈیاں گل گئیں، میرے بال سفید پڑ گئے وَ لَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۔ میرا حال دیکھ کہ میں آج تک تیری دعا کے بارے میں مایوسی کا بدبخت نہیں ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ تو پوری کر دے گا اور ایسی گریہ وزاری تھی۔ وہ تیس سال تو تیس سال یہ ساٹھ ستر، اسّی سال کی دعائیں ہیں جو قبول کی گئی ہیں۔ اور اس حالت میں قبول کی گئی ہیں جبکہ بالکل ناممکن نظر آتا تھا ان کا قبول ہونا۔ تو دعا کے مضمون کو اگر آپ سمجھ لیں اور خاص طور پر اس رمضان مبارک میں اچھی طرح اس کو سمجھ لیں، غور کریں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساری زندگی کے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو یہ نہ کہے کہ اے اللہ! تو اگر چاہتا ہے تو مجھے بخش دے۔ چاہتا ہے تو بخش دے کیا مطلب؟ بخشش مانگو۔ اس نے نہیں بخشا ہوگا، نہ بخشے گا۔ وہ مالک ہے۔ یہ کیا مطلب ہوا تو چاہتا ہے تو بخش دے۔ اے اللہ تو چاہتا ہے تو مجھ پر رحم کر۔ ہرگز یہ نہ کہو۔ دعا کو پختگی سے مانگا جائے کیونکہ زبردستی تو تم خدا پہ کر ہی نہیں سکتے۔(بخاری كتاب الدعوة باب ليعزم المسألة)۔ بھکاری ہو بھکاری ہی رہو گے۔ اس لئے اس کی مرضی ہے وہ مانے یا نہ مانے مگر نہ ماننے کی بحث کیوں چھیڑتے ہو۔ جب چاہے مانے، جتنا چاہے مانے۔

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ لوگ بلند آواز سے اللہ اکبر، اللہ اکبر کہنے لگے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے لوگو! اپنے نفسوں پر میانہ روی کو وارد کرو کیونکہ تم نہ تو کسی بہرے کو بلا رہے ہو اور نہ ہی کسی ایسے کو جو موجود نہ ہو۔ تم تو سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ کو پکار رہے ہو اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔(مسلم كتاب الذكر۔ باب استحباب خفض الصوت بالذكر)

ایک سنن ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ سے نہیں مانگتا وہ اس پر ناراض ہوتا ہے۔ انسانوں کا تو یہ حال ہے کہ بچے بھی جو زیادہ مانگیں مائیں ان سے بھی تنگ آجاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ مانگو تو وہ زیادہ خوش ہوتا ہے اس لئے نہ مانگنے والوں سے خدا کو مانگنے والے زیادہ پسند ہیں سوائے اس کے کہ بعضوں کا اپنا حال ہی ایسا ہے جو دعائے مجسم بن جاتا ہے جیسے حضرت موسیٰؑ کی دعا تھی رَبِّ اِنِّى لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْر۔ اے میرے اللہ جو بھی میری جھولی میں ڈال دے میں اس کا فقیر بیٹھا ہوں یہ نہیں تھا کہ دعا نہیں تھی، دعا تو تھی مگر دعا کی تعیین نہیں تھی کہ کیا چیز ہو، ہر چیز جو خیرات کرتا ہے میری جھولی میں ڈال جا میں تیرا فقیر ہوں۔

ایک اور حدیث پہلے بھی اس مضمون کی گزری ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تکالیف کے وقت اس کی دعاؤں کو قبول کرے تو اسے چاہئے کہ وہ فراخی اور آرام کے وقت بکثرت دعا کرتا رہے۔(سنن ترمذی ابواب

الدعوات باب دعوة المسلم مستجابة)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بڑا حیاوالا بڑا کریم اور سخی ہے۔ جب بندہ اس کے حضور اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی اور ناکام واپس کرنے سے شرماتا ہے۔ اب اس میں اضطرار کی کیفیت کا بھی ایک مضمر مضمون ہے کہ ویسے ہی ہاتھ اٹھا دینا کوئی معنی نہیں رکھتا مگر اضطراری حالت میں جب ہاتھ اٹھایا جائے تو اس کی اور کیفیت ہے اس کو خدا پھر ردّ نہیں کرتا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بہترین ذکر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ اور بہترین دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔ (ترمذی۔ کتاب الدعوات۔ باب دعوة المسلم مستجابة)۔ ذکر میں سب سے بڑا ذکر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ اور دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔ اب دیکھ لیں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ کے ذکر کو اتنی اہمیت دی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کہ جیسا کہ اس بے نفس بندے سے توقع کی جاسکتی تھی یہاں اپنی عبودیت تک ذکر نہیں کیا، اپنی رسالت کا کوئی ذکر نہیں کیا، صرف ایک اللہ، سارا مقصد رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا خدا کے ذکر کو بلند کرنا تھا اور توحید کو بلند کرنا تھا۔

ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے یہ بخاری کتاب الدعوات سے لی گئی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کی خبر نہ دوں۔ میں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں یا رسول اللہ ضرور بتائیے۔ فرمایا لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ یعنی ہر قسم کا خوف خدا کے خوف کے سوا اڑا دو، دور کر دو اور ہر وقت جو غیر اللہ کی قوت ہے اس کی طرف نظر رکھنا بند کر دو۔ ہر اچھی چیز خدا ہی سے ملے گی اور ہر خوف اس کے فضل سے ہی دور ہو گا۔

حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آنحضرت ﷺ کے خادم تھے اور اہل الصفہ میں سے ہیں بیان کرتے ہیں کہ رات کو میں آنحضرت ﷺ کی خدمت کے لئے آپ کے گھر سویا کرتا تھا۔ رات کو اٹھ کر آپ کے وضو کا پانی لاتا اور دوسرے کام کاج کرتا۔ ایک دن آپؐ نے فرمایا مجھ سے کچھ مانگنا ہے تو مانگ لو۔ میں نے کہا میں اس دعا کے لئے آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ جنت میں بھی آپ کا ساتھ میسر ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس کے علاوہ کچھ اور چاہئے۔ میں نے کہا بس یہی کافی ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا میں دعا کروں گا لیکن کثرت سجود و صلوٰة سے تم بھی اس بارہ میں میری مدد کرو۔ (مسلم باب فضل السجود والحث عليه)۔ یعنی صرف خالی محبت کا دعویٰ اور قرب کا دعویٰ کافی نہیں ہے خود بھی انسان دعائیں کرے اور کثرت کے ساتھ ایسی دعائیں کرے جس کے نتیجے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعائیں ہم لوگوں کو لگ سکیں۔ یعنی دونوں طرف سے ہو۔ ایک بے قراری دعا کروانے والے کو لگی ہوئی ہو اور دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعا اس پر رحمت بن کر نازل ہو رہی ہو۔

حضرت شَہر بن حَوشب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ام سلمیٰؓ سے پوچھا کہ اے ام المومنین آنحضرت ﷺ جب آپ کے یہاں ہوتے تھے تو زیادہ تر کون سی دعا کرتے تھے اس پر ام سلمہ نے بتایا کہ حضور علیہ السلام یہ دعا پڑھتے تھے یَامُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلٰى دِيْنِكَ کہ اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔ ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے حضور سے اس دعا پر مداومت کی وجہ پوچھی کہ آپؐ کیوں ہمیشہ یہی دعا کرتے ہیں، آپ سے زیادہ کون دین پر قائم ہو سکتا ہے۔ فرمایا اے ام سلمہ! انسان کا دل خدا تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے جس شخص کو ثابت قدم رکھنا چاہے اس کو ثابت قدم رکھے گا، جس کو ثابت قدم نہ رکھنا چاہے اس کے دل کو ٹیڑھا کر دے گا۔ (سنن ترمذی کتاب الدعوات)

تو یہ مراد نعوذ باللہ من ذٰلک تو ہو ہی نہیں سکتی کہ جب چاہے رسول اللہ ﷺ کے دل کو بے وجہ ٹیڑھا کر دے، بے وجہ سیدھا رکھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دل تو ٹیڑھا بننے کے لئے بنایا ہی نہیں گیا تھا۔ مراد یہ ہے کہ حضور اکرمؐ کا یہ ایک انکسار ہے کہ میں بھی اپنے حال سے بے خبر ہوں۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ میرے دل کا کیا حال ہے۔ پس میں بھی اسی سے دعا مانگتا ہوں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ عالم تھا تو عام انسان کو پھر اپنے لئے دعاؤں کی طرف کتنا متوجہ ہونا چاہئے۔

اب ایک بہت ہی دلچسپ روایت اور بھی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک شخص کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ نے دیکھا کہ بیماری کی وجہ سے وہ سوکھ کر چوزے کی طرح ہو گیا ہے۔ سکڑ کر بالکل چھوٹا سا ہو کے رہ گیا ہے اس میں کوئی جان نہیں تھی کوئی دم خم نہیں تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس سے پوچھا کیا تم دعا نہیں کرتے تھے۔ کیا تم خدا تعالیٰ سے عافیت طلب نہیں کیا کرتے تھے۔ وہ شخص کہنے لگا میں تو یہ دعا کرتا تھا کہ اے خدا تو میرے گناہوں کے بدلے جو سزا آخرت میں دے گا وہ اس دنیا میں ہی دے دے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تعجب فرمایا۔ سبحان اللہ! تم نہ تو اس سزا کو برداشت کر سکتے ہو کہ آخرت کے بدلے میں یہیں دنیا میں سزا دے دے یہ تو ناقابل برداشت سزا ہو گی اور نہ اس کی استطاعت رکھتے ہو۔ تم نے یہ دعا کیوں نہ مانگی کہ اے ہمارے اللہ! ہمیں اس دنیا میں بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً۔ (ترمذی کتاب الدعوات)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آجاتا تو رسول اللہ ﷺ ساری رات کو زندہ رکھتے اور اپنے اہل و عیال کو بھی بیدار رکھتے اور خوب کوشش میں لگ جاتے اور عبادت الٰہی کے لئے اپنی کمر کس لیتے۔

(بخاری کتاب الصوم۔ باب العمل فی العشر الاواخر من رمضان)۔

اس حدیث میں یہ شبہ جو ہوتا ہے ساری رات کو زندہ رکھنا اور ساری رات اپنے اہل و عیال کو جگائے رکھنا یہ ایک اشتباہ کی بات ہے جو وضاحت طلب ہے۔ آنحضرت ﷺ کی راتیں تو آپ کے اپنے ذاتی محبت الٰہی کی وجہ سے زندہ رہا کرتی تھیں اور یہ مطلب نہیں تھا کہ سوتے بھی نہیں تھے، سوتے تو تھے مگر راتیں پھر بھی زندہ رہتی تھیں۔ وہ اس لئے کہ جب کسی نے سوال کیا یا رسول اللہ آپ کو نیند نہیں آتی تو آپ نے فرمایا تَنَامُ عَيْنِي وَلَايَنَامُ قَلْبِي کہ میری آنکھیں تو سو جاتی ہیں مگر میرا دل نہیں سوتا۔

تو جس حالت میں بھی آپ جو ذکر کرتے کرتے سو جاتے ہیں اکثر اسی کی خوابیں بھی آتی ہیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی راتیں اس یاد الٰہی کی وجہ سے زندہ رہتی تھیں ورنہ باقی ساری احادیث اس کے مخالف پڑیں گی کہ جہاں فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ رات کے آخر حصہ میں جاگیں۔ پھر ایک اور قرآن کریم میں یہ بھی نصیحت ہے کہ ساری رات نہیں کچھ حصہ رات کا جاگا کر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم قرآن کریم کے خلاف کوئی بات نہیں فرمایا کرتے تھے۔ غور کر کے دیکھا جائے تو قرآن کریم ہی کی تعلیم کو آپ نے مختلف رنگ میں بیان فرمایا ہوا ہے۔ پس اپنے اہل و عیال کو جگایا کرو اور اپنی راتیں زندہ رکھا کرو مگر یہ مطلب نہیں کہ ساری رات نہ ان کو سونے دینا ہے نہ آپ سونا۔ وہ تو پھر تہجد ہی کیا ہوا جب بغیر نیند کے آدمی اٹھ کھڑا ہو اس کو تہجد نہیں کہا کرتے۔

اب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کے اقتباسات میں سے ایک یا دو اقتباس آپ کے سامنے رکھتا ہوں کیونکہ حدیثوں کے ذکر میں چونکہ دوسری باتیں بھی ساتھ یاد آتی جا رہی تھیں اس لئے جتنا مواد تھا وہ آج کے خطبے سے زیادہ کا تھا دراصل اور اب چونکہ وقت ہو رہا ہے نماز بھی پڑھانی ہے اس پہ بھی وقت لگے گا اور عام طور پر دو بجے تک میں بس کر دیا کرتا ہوں اس لئے اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کا ایک اقتباس تو میں بہر حال پڑھ کے سناتا ہوں اس کے بعد دیکھیں گے پھر آئندہ جو خطبات ہیں ان میں یہ اقتباسات آجائیں گے۔

اِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّي فَاِنِّي قَرِيْب۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "جب میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں تو ان کو کہہ دے کہ میں نزدیک ہوں۔ یعنی جب وہ لوگ جو اللہ اور رسول پر ایمان لائے ہیں یہ پتہ پوچھنا چاہیں کہ خدا تعالیٰ ہم سے کیا عنایات رکھتا ہے جو ہم سے مخصوص ہوں اور غیروں میں نہ پائی جاویں تو ان کو کہہ دے کہ میں نزدیک ہوں یعنی تم میں اور تمہارے غیروں میں یہ فرق ہے کہ تم میرے مخصوص و قریب ہو اور دوسرے مہجور اور دور ہیں۔ جب کوئی دعا کرنے والوں میں سے جو تم میں سے دعا کرتے ہیں تو میں اس کا جواب دیتا ہوں یعنی میں اس کا ہمکلام ہو جاتا ہوں اور اس سے باتیں کرتا ہوں اور اس کی دعا کو پایۂ قبولیت میں جگہ دیتا ہوں۔ پس چاہئے کہ قبول کریں حکم میرے کو اور ایمان لاویں تاکہ بھلائی پاویں"۔ (جنگ مقدس، روحانی خزائن جلد ششم صفحہ ۱۴۶)

اس میں پہلے تفصیل سے میں بیان کر چکا ہوں کہ قبول کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ صرف اللہ ہی قبول کرتا چلا جائے گا، بندہ بھی اپنے آپ کو حاضر رکھے۔ بندہ خدا کی بات مانے پھر خدا بھی اس کی سنے گا اور ایسے شخص کو اس میں شک نہیں کہ الہامات بھی ہوتے ہیں اور الہام نہ بھی ہو تو دل خدا تعالیٰ کی آماجگاہ بن جاتا ہے جو اصل مقصد ہے۔

آج کل جو کھانسی پھیلی ہوئی ہے اس سے تو خدا کے فضل سے کوئی خاص ہی بچ جائے تو بچ جائے۔ لیکن ہمارے جو مؤذن ہیں مبارک احمد صاحب وہ بھی آج بے چارے بیمار پڑ گئے۔ میں اس لئے ضمناً ذکر کر رہا ہوں کہ ان کے لئے بھی دعا کریں۔ آفتاب صاحب کی آواز ماشاء اللہ بڑی بلند ہے اور آج وہی کام آئے۔ وہ تو اگر لاؤڈ سپیکر نہ بھی ہو تو ان کی آواز لاؤڈ سپیکر کی طرح کام کرتی ہے اور ان کے قریب سے بھی نہیں گزری کھانسی۔ کچھ ان کے اندر جو نرخرے ہیں وہ بڑے مضبوط بنائے گئے ہیں اللہ کی طرف سے۔ بہر حال یہ تو ایک ضمنی بات تھی اب میں خطبہ ثانیہ پڑھ کے سناتا ہوں آپ کو اور اس کے بعد تکبیر ہو گی انشاء اللہ۔

✡✡✡✡✡✡

اللہ سے تقویٰ کی استطاعت مانگو۔ تقویٰ بڑھے گا تو مال خود بخود پھوٹ پھوٹ کر خدا کی راہ میں نکلیں گے۔

(ارشاد حضرت خلیفة المسیح الرابع ایده الله تعالیٰ بنصره العزیز)

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

بقیہ: درس القرآن از صفحہ نمبر ۲

ہے۔ حضور نے فرمایا کہ لازماً انہیں ماننے کے نتیجہ میں تنگی کا سامنا کرنا پڑا ہو گا اور بھوک نے بھی خوب ستایا ہو گا اور موسیٰؑ پر جیسے من و سلویٰ اترا تھا اسی طرح انہوں نے بھی چاہا ہو گا کہ انہیں بھی کچھ ملے۔ انجیل میں اس کے بارہ میں مسیحؑ کہتے ہیں "زندگی کی روٹی میں ہوں، تمہارے باپ دادا نے بیابان میں منّ کھایا اور مر گئے۔ یہ وہ روٹی ہے جو آسمان سے اترتی ہے تاکہ آدمی اس میں سے کھائے اور نہ مرے۔ میں ہوں وہ زندگی کی روٹی جو آسمان سے اتری۔ اگر کوئی اس روٹی میں سے کھائے تو ابد تک زندہ رہے گا بلکہ جو روٹی میں جہان کی زندگی کے لئے دوں گا وہ میرا گوشت ہے"۔ (یوحنا باب ۶ آیات ۴۸ تا ۵۱)

حضور نے فرمایا کہ اس کا اصل مطلب یہی ہے کہ روحانی مائدہ یہی ہے جو روحانی تعلیم ہے، جو آسمان سے اتری ہے۔ اسی طرح تمہیں ابدی زندگی ملے گی۔ یہ مطلب نہیں کہ مسیحؑ کا اصل گوشت کھاؤ اور اس کا خون پیو جیسا کہ عیسائیوں نے غلط طور پر اس عقیدہ کو اپنا لیا ہے۔

آیت نمبر ۱۱۴: "قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا .... الخ"۔ حضور نے فرمایا کہ وہ بار بار دنیاوی مائدہ کا مطالبہ کرتے تھے اور مسیحؑ انہیں روحانی مائدہ کی طرف توجہ دلاتے تھے۔ حواری سمجھتے تھے کہ مسیحؑ ہماری بات سمجھتے نہیں حالانکہ وہ بخوبی سمجھتے تھے اور انہیں نیکی کی اور روحانی تعلیم کی طرف متوجہ کرتے تھے کہ اصل زندگی اسی میں ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ آنحضورؐ کے صحابہ تو قابل قدر اور قابل پیروی گروہ تھا۔ لیکن اس کے مقابل پر حواریوں کے بارہ میں فرماتے ہیں "قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ حواریوں کو عیسیٰ علیہ السلام کی صداقت پر شک تھا جبھی تو مائدہ مانگا اور کہا وَ نَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا تاکہ تیرا سچا اور جھوٹا ہونا ثابت ہو جائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول مائدہ سے پیشتر ان کی حالت نَعْلَمَ کی نہ تھی۔ پھر جیسی بے آرامی کی زندگی انہوں نے بسر کی، اس کی نظیر کہیں نہیں پائی جاتی"۔

(البدر جلد ۲ نمبر ۵ مورخہ ۲۰ / فروری ۱۹۰۳ء صفحہ ۳۵)

درس قرآن کریم ۲۵ / دسمبر ۱۹۹۹ء۔
سورۃ المائدہ آیت نمبر ۱۱۵ تا ۱۲۱ + سورۃ الانعام آیت نمبر ۱ تا ۱۵

آیت نمبر ۱۱۵: قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ...... الخ"۔ اس آیت کی تشریح میں حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ یہاں لِاَوَّلِنَا وَ آخِرِنَا فرمایا گیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس دعا کا اثر حواریوں کے لئے نہیں تھا اور نہ مائدہ کوئی ایسی چیز ہے کہ صرف حواری ہی اس سے مستفیض ہونگے بلکہ عام رزق مراد ہے جیسے کہ آگے خود تشریح کی ہے وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۔ اس کے بعد اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ کے بارہ میں فرماتے ہیں "یہاں علماء کی بحث ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا سن کر وہ ڈر گئے مگر میرے نزدیک یہ دعا کی گئی اور یقیناً قبول ہوئی۔ دیکھتے نہیں عیسیٰ کے نام لیوؤں کے پاس کتنا رزق ہے۔ کتنی دولت ہے یہاں تک کہ دن میں کئی بار لباس تبدیل کرتے اور نئے سے نئے کھانے کی وجہ سے گویا ہر روز ان کے ہاں عید ہوتی ہے۔ عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ آخِرِنَا کے لفظ کا اثر ہے"۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ / اگست ۱۹۰۹ء حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۱۳۵، ۱۳۶)

حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ کے بارہ میں درج ہے "معلوم ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کو یہ باتیں پسند آئیں۔ وہ بھی ان کو اچھا سمجھتے تھے اس لئے آپ نے اپنے آپ کو شامل کر کے دعا کی کہ خدایا ہمارے لئے مائدہ اتار۔ وہ دعا کرتے ہیں کہ وہ ان کے لئے اور آئندہ لوگوں کے لئے عید ہو"۔

آیت نمبر ۱۱۶: "قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ .... الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ظاہری دستر خوان اتارنے کو پرانے علماء اور بزرگ بھی ردّ کرتے ہیں۔ چنانچہ ابو عبداللہ القرطبی لکھتے ہیں کہ "مجاہد نے یہ کہا ہے کہ کوئی دستر خوان نہیں اتارا گیا۔ یہ دستر خوان کا اترنا مثالی رنگ میں ہے"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس مائدہ کے بارہ میں مختلف مفسرین نے بعض عجیب و غریب روایات بھی بیان کی ہیں۔ ایک روایت تفسیر کبیر رازی سے حضور نے پیش بھی فرمائی۔

آیت ۱۱۷: " وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ .... الخ"۔ حضور نے بتایا کہ علامہ شہاب الدین آلوسی نے روح المعانی میں فرمایا ہے کہ یہ الفاظ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کفار کی زجر و توبیخ اور ان کو لاجواب کرنے کے لئے فرمائے گا"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ درست ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی یہی فرمایا ہے اور جماعت احمدیہ کا بھی یہی مسلک ہے کہ قیامت کے روز یہ سوال و جواب ہو گا۔ اس کی بنیادی تفسیر کے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "......... اب ان آیات سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ جواب دیں گے کہ جب تک میں زندہ تھا عیسائی لوگ نہیں بگڑے تھے اور جب میں مر گیا تو مجھے خبر نہیں کہ ان کا کیا حال ہوا۔ پس اگر مان لیا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک زندہ ہیں تو ساتھ ہی ماننا پڑے گا کہ عیسائی بھی اب تک بگڑے نہیں اور سچے مذہب پر قائم ہیں۔ پھر ماسوا اس کے اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی وفات کے بعد اپنی بے خبری ظاہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے میرے خدا جب تو نے مجھے وفات دے دی، اس وقت سے مجھے اپنی امت کا کچھ حال معلوم نہیں۔ پس اگر یہ بات صحیح مانی جائے کہ وہ قیامت سے پہلے دنیا میں آئیں گے اور مہدیؑ کے ساتھ مل کر کافروں سے لڑائی کریں گے تو نعوذ باللہ قرآن شریف کی یہ آیت غلط ٹھہرتی ہے اور یا یہ ماننا پڑتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے سامنے جھوٹ بولیں گے اور اس بات کو چھپائیں گے کہ وہ دوبارہ دنیا میں آئے تھے اور چالیس برس تک رہے تھے اور مہدی کے ساتھ مل کر عیسائیوں سے لڑائیاں کی تھیں۔ پس اگر کوئی قرآن شریف پر ایمان لانے والا ہو تو فقط اس ایک ہی آیت سے تمام وہ منصوبہ باطل ثابت ہوتا ہے جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ مہدی خونی پیدا ہو گا اور عیسیٰ اس کی مدد کے لئے آسمان سے آئے گا۔ بلاشبہ وہ شخص قرآن شریف کو چھوڑتا ہے جو ایسا اعتقاد رکھتا ہے"۔

(لیکچر لاہور، رحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۱۹۶، ۱۹۷)

آیت ۱۱۸: " مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ .... الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ نئے عہد نامہ میں بھی کہیں بھی اشارۃً بھی ذکر نہیں ملتا کہ جب تک عیسیٰؑ ان میں موجود رہے انہوں نے انہیں یہ تعلیم دی ہو کہ خدائے واحد و یگانہ کی بجائے معبود کے طور پر میری اور میری ماں کی پرستش کرو۔

آیت نمبر ۱۲۰: " قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ .... الخ"۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ "اس سورۃ میں معاشرت کے اصول بتائے۔ بیویوں، بچوں، یتیموں، اپنے ہم مذہبوں، غیر مذہبوں سے برتاؤ بتایا۔ اور سمجھایا کہ سب سے مقدم اللہ کی رضامندی ہے"۔

(ضمیمہ بدر قادیان ۲۶ / اگست ۱۹۰۹ء حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۱۳۸)

آیت نمبر ۱۲۱: " لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ .... الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ سورۃ المائدہ کا آخری حصہ ہے۔ اور اس کا گہرا تعلق عیسائیوں سے ہے۔ یہاں وَمَا فِيْهِنَّ فرمایا گیا ہے یعنی آسمانوں اور زمین کے درمیان بہت کچھ ہے۔ اس پر بہت غور کرنا چاہئے۔ اس کی توفیق مسلمانوں کو نہیں ملی بلکہ عیسائیوں کو ملی ہے۔ اسطرف تو انہوں نے بہت توجہ دی اور نئی نئی باتوں کا انکشاف کرتے رہتے ہیں لیکن دوسری طرف اصل خدا سے دور ہو گئے۔

سورۃ الانعام

سورۃ المائدہ کے بعد سورۃ الانعام کا درس شروع ہوا۔ یہ سورۃ مکی ہے اور اس کی چھ آیات مدنی ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے تفسیر کبیر امام رازی سے حضرت انسؓ کی ایک روایت بیان فرمائی کہ رسول اللہ نے فرمایا "سورۃ الانعام کے علاوہ کوئی سورۃ مجھ پر یکدفعہ نازل نہیں ہوئی اور کسی سورۃ کے (مقابلہ) کے لئے اتنے شیاطین کبھی اکٹھے نہیں ہوئے جتنے اس سورۃ کے لئے جمع ہوئے تھے۔ جبرائیلؑ کو جب اس سورۃ کے ساتھ میری طرف بھیجا گیا تو اس کے ساتھ پچاس فرشتے یا پچاس ہزار فرشتے (راوی کو شک ہے کہ کیا فرمایا تھا) بھیجے گئے جو اس سورۃ کی اپنے پروں سے حفاظت کر رہے تھے۔ ان فرشتوں نے اس سورۃ کو اس طرح میرے دل میں جاگزیں کر دیا جس طرح پانی حوض میں قرار پا جاتا ہے۔ پھر صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا "اس سورۃ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اور تمہیں ایسی عزت سے نوازا ہے کہ آئندہ ہم پر کبھی ذلت وارد نہ ہونے دے گا۔ اس میں مشرکین کی حجتوں کا توڑ ہے اور اللہ کے وعدہ کا ذکر ہے جن کے وہ خلاف نہیں کرے گا"۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا ہے کہ سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران میں خانہ جنگیوں کے متعلق ہدایت ہے اور یہ کہ جہاد میں متقی ہی کامیاب ہونگے۔ پھر سورۃ النساء اور سورۃ المائدہ میں معاشرت کے متعلق ہدایات ہیں۔ اب اس سورۃ انعام میں حضرت نبی کریمؐ کی رسالت کی نسبت ثبوت اور اعتراضوں کے جواب ہیں"۔

حضرت خلیفہ ثانیؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے کہ "اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے آنے کی غرض بیان کی ہے۔ ...... نبی دنیا میں آ کر اس صداقت سے آگاہ کرتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کی ملاقات حاصل ہوتی ہے۔ خدا نما صرف نبی کا وجود ہوتا ہے۔ انہی کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کا حقیقی علم حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے اس سورۃ سے عقلی مباحثات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ پس اس میں مشرکین کے مذاہب کا بھی ذکر ہو گا اور ایسے لوگوں کا بھی جن کی الہامی کتب گمنامی میں پڑی ہیں جیسے مجوسی ہیں۔ اس میں ان کا بھی ردّ ہو گا"۔

آیت نمبر ۲: " اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ .... الخ"۔ حضور نے بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ فرماتے ہیں "اوپر دیکھو اور مختلف ستاروں کی دوری اور حالات کی طرف توجہ کرو، پھر نیچے زمین میں اور مَا فِيْهَا پر نظر کرو۔ سوئی کے ایک ناکے پر جو پانی کا قطرہ ہے اس میں بھی صدہا کیڑے ہیں۔ ایک صاحب نے لکھا ہے کہ پہلے انسان نے بڑے بڑے جانوروں سے مقابلہ کیا۔ اب چھوٹے چھوٹے

BEST OFFER FOR 2000
Digital Rec. + LNB only DM 699
To View MTA, Prime TV and Other
FREE ON AIR DIGITAL PROGRAMM
Contact us for PRIME TV Registration
Saeed A Khan
PRIME TV +ZEE TV Authorised European Agent
Tel: 0049 (0) 8257 1694
Fax: 0049 (0) 8257 928828
Mobile: 0049 (0) 171 3435840
e-mail: S.Khan@t-online.de

جانوروں، طاعون کا کیڑا، ہیضہ کا کیڑا، مرگی کا کیڑا، کا مقابلہ ہے"۔

آیت نمبر ۳:" هُوَالَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ طِيْنٍ.........الخ"۔ علامہ محمود بن عمر الزمخشری تفسیر الکشاف میں لکھتے ہیں کہ "ثُمَّ قَضىٰ اَجَلًا سے مراد اَجَلُ الْمَوْت یعنی موت کی مدت ہے اور وَاَجَلٌ مُّسَمىً عِنْدَهٗ سے مراد اَجَلُ الْقِيَامَة یعنی قیامت کی میعاد ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ پہلی اجل یعنی ثُمَّ قَضىٰ اَجَلًا سے پیدائش سے لے کر موت تک کی مدت مراد ہے اور دوسری اجل یعنی اَجَلٌ مُّسَمىً عِنْدَهٗ سے مراد موت سے لے کر بعثت تک کی مدت ہے اور وہ برزخ ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ پہلی اجل سے مراد نیند ہے اور دوسری اجل سے مراد موت ہے"۔

حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے کہ (۱) پہلی اجل سے مراد انسان کی عمر اور دوسری اجل سے مراد دنیا کی عمر ہے۔ (۲) پہلی اجل سے مراد دنیاوی اجل اور دوسری سے مراد روحانی اجل بھی ہو سکتی ہے۔ جسمانی کمال کا زمانہ اور روحانی کمال کا زمانہ بھی مراد ہو سکتا ہے۔ (۳) پہلی اجل سے مراد دنیا کی عمر اور دوسری سے عقبیٰ کی عمر بھی مراد ہو سکتی ہے۔ (۴) پہلی اجل سے شخصی اجل اور دوسری سے عام اجل مراد ہو سکتی ہے۔ قیامت عامہ ضرور آنے والی چیز ہے۔ بلاشبہ ہمارے عقیدہ میں قیامت کے لئے ایک دن مقرر ہے"۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مختلف مفسرین نے اَجَل اور اَجَلِ مُسَمّٰی کے مختلف معانی کئے ہیں اور امکانات پیش کئے ہیں لیکن اس طرح مِرْيَة بہر حال موجود رہتا ہے۔ دراصل اَجَلِ مُسَمّٰی اور اَجَل دو الفاظ زندگیوں کے متعلق استعمال ہوئے ہیں۔ ہر چیز کا بنانے والا اس کی اجل مسمّیٰ کو جانتا ہے۔ پل بنانے والے کو علم ہے کہ کب تک اس نے گرنا ہے گو پہلے بھی تباہ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح انسان کی اجل مسمّیٰ مقرر ہے گو اپنی غلطیوں کی وجہ سے انسان پہلے بھی مر سکتا ہے۔

آیت نمبر ۶:" فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ .... الخ"۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے کہ "اس میں بتایا گیا ہے کہ ان کے پاس عظیم الشان خبریں آئیں گی۔ اس میں بدر کی پیشگوئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ان میں رہ کر نہیں ہوگا بلکہ باہر سے ان کے پاس خبریں آئیں گی۔ یہ لوگ بدر کے مقام پر ذلیل ہوں گے اور اس بات کے متعلق خبریں ان کے پاس مکہ میں آئیں گی"۔

آیت نمبر ۷:" اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ.........الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ تمکنت جو ہم نے پہلوں کو دی تھی وہ تمہیں نہیں دی۔ بظاہر دیکھا جائے تو آج کل تو زمانہ بہت ترقی کر چکا ہے لیکن پھر بھی مثلاً حضرت مصلح موعودؓ نے اہرام مصر کی مثال دی ہے۔ آج تک سائنس دان حیران ہیں کہ کس طرح ہزاروں ٹن وزنی پتھر ایک دوسرے پر بالکل سیدھی لائن میں اس زمانہ میں رکھے گئے تھے۔ اس میں انہیں کمال حاصل تھا۔

حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے کہ "مثلاً مصریوں نے مُردوں کی لاشوں کو بغیر سڑنے کے محفوظ و قائم رکھنے کے مصالحے ایجاد کئے۔ اہرام مصر بنائے جو آج تک کسی نے نہیں بنائے۔ ان میں ان کو کمال حاصل تھا۔ اسی طرح عربوں نے پتھروں کی عمارتوں کی تعمیر میں کمال حاصل کیا تھا۔ غرضیکہ ہر قوم اپنی خصوصیت کے اعتبار سے دوسروں سے بڑھی ہوئی ہوتی ہے"۔

آیت نمبر ۹:" و قَالُوْا لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ.........الخ"۔ المفردات میں امام راغبؒ فرماتے ہیں کہ "جو فرشتہ کائنات کی سیاست کا انتظام کرتا ہے اسے لام کی فتح کے ساتھ مَلَكٌ کہا جاتا ہے اور جو انسان دنیا کی سیاست کرے اسے مَلِكٌ کہتے ہیں"۔

آیت نمبر ۱۲:" قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ.........الخ"۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں "كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْن...... فرما کر بتایا ہے کہ تم سوچو اور فراعنہ مصر کا انجام کیا ہوا؟ کیا ان کا نام و نشان باقی ہے؟ ابراہیمؑ کے مکذب کا کیا انجام ہوا جس کے نام کی نسبت بھی مفسرین کو اختلاف ہے۔ وہ بے نام و نشان ہوا اور اس کے مقابلہ میں ابراہیمؑ کو دیکھو کہ اس وقت یورپ، امریکہ، ایشیا کے عیسائیوں، یہودیوں اور مسلمانوں کا پیشوا ہے"۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۶/اگست ۱۹۰۹ء)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ سیر و تفریح بھی سفر کی غرض ہو سکتی ہے لیکن کبھی ایک غرض یہ بھی ہونی چاہئے کہ عبرت حاصل کرنے کے لئے سفر کیا کرو کہ پہلی قوموں کا کیا حال ہوا؟ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "کبھی سفر عجائبات دنیا کے دیکھنے کے لئے بھی ہوتا ہے جس کی طرف آیت کریمہ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ اشارہ فرما رہی ہے۔ اور کبھی سفر صادقین کی صحبت میں رہنے کی غرض سے جس کی طرف آیت کریمہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (توبہ :۱۱۹) ہدایت فرماتی ہے۔ اور کبھی سفر عیادت کے لئے بلکہ اتباع خیار کے لئے بھی ہوتا ہے۔ اور کبھی بیمار یا بیمار دار علاج کرانے کی غرض سے سفر کرتا ہے اور کبھی کسی مقدمہ عدالت یا تجارت وغیرہ کے لئے بھی سفر کیا جاتا ہے۔ اور یہ تمام قسم سفر کی قرآن کریم اور احادیث نبویہ کے رو سے جائز ہیں"۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۰۷)

آیت نمبر ۱۳:" قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض........ الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے حضرت خلیفہ اولؓ کا ایک واقعہ بیان فرمایا جس میں حضورؓ نے فرمایا ہے کہ "ایک شخص نے مجھ سے کہا عذاب غیر مقطوع ہے یا نہیں؟ میں نے کہا میرے نزدیک غیر مقطوع نہیں۔ اس نے کہا پھر تو ہم بھی آپ سے آملیں گے۔ میں اس وقت خاموش رہا۔ تھوڑی دیر بعد میں اور وہ بازار میں گئے۔ میں نے چوک میں پوچھا یہاں آپ کا کوئی واقف ہے؟ کہا نہیں۔ میں نے کہا کہ میرا بھی کوئی واقف نہیں۔ پس یہ لو دو روپے اور مجھے ایک جوت سر پر مار لینے دو۔ بول اٹھا میں سمجھ گیا۔ میں نے اسے کہا او نادان! چند واقفوں میں تو اپنی ہتک گوارا نہیں کر سکتا تو وہاں جہاں سب جمع ہوں گے اپنی ہتک کیونکر گوارا کر سکے گا؟"۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ،۲۶/اگست ۱۹۰۹ء بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۱۴۲)

آیت نمبر ۱۵:" قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا.........الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا خَلْق جو پیدا ہو چکا ہو اسے ادلنے بدلنے کا نام ہے اور فَطْر نیستی سے پیدا کرنے کو کہتے ہیں۔

درس قرآن کریم ۲۶/دسمبر ۱۹۹۹ء۔ سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۶تا۳۳

آیت نمبر ۱۶:" قُلْ اِنِّيْ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ"۔ حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے کہ "یہ اظہار استغناء ہے۔ یہ مراد نہیں کہ نبی کو عذاب ہو سکتا ہے۔ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ میں بتایا ہے کہ بڑی چیز دور سے نظر آتی ہے۔ فرمایا ایسا سخت عذاب آئے گا کہ وہ ہمیشہ کے لئے لوگوں کو نظر آتا رہے گا یعنی وہ ہمیشہ کے لئے یادگار رہے گا اور آنکھوں کے سامنے رہے گا"۔

آیت نمبر ۲۰:" قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَة.........الخ"۔ قُلِ اللّٰهُ شَهِيْدٌ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ کے متعلق حضرت خلیفہ اولؓ فرماتے ہیں "ہمارا تمہارا مقدمہ ہے۔ پچھلی کتابوں میں شہادت موجود ہے، تم دیکھ لو کہ مکذبین رسل کا انجام کیا ہوا؟ تازہ شہادت چاہتے ہو تو اپنے اور میرے اَتباع کو دیکھ لو۔ بو علی سینا ایک طبیب تھا۔ امام غزالی و امام رازی اچھی عربی لکھنے والے ہیں مگر یہ بھی ان سے کم نہیں۔ ایک دن اس نے عمدہ تقریر کی ......اس کا شاگرد بیٹھا تھا اس نے کہا آپ نبوت کا دعویٰ کرتے تو آپ کو زیبا تھا۔ اس وقت ابن سینا خاموش رہا۔ ایک دن سردی تھی، ٹھنڈی ہوا اور یخ بستہ پانی موجود تھا۔ اسی شاگرد سے کہا ذرا کپڑے اتار کر اس میں ہو آؤ۔ وہ کہنے لگا خیر ہے کیا آپ مجنون تو نہیں ہو گئے؟ کہا کیا اسی ہمت پر مجھ پیغمبر بناتا تھا؟ نبی کریمؐ اپنے صحابہ کو گھمسانوں میں جانے کا جو حکم دیتے تھے۔ کیا وہ یہی جواب دیتے تھے؟ غرض یہاں اتباع کو مقابلہ میں پیش کیا گیا"۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۔اگست ۱۹۰۹ء بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۱۴۴)

آیت نمبر ۲۱:" اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَ هُمْ.......... الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جیسے اپنے بیٹوں کو علامتوں سے پہچانتے ہیں ان کے آثار، طرز، شکل و شباہت بتا دیتے ہیں، بحثوں میں نہیں پڑتے اسی طرح الٰہی کتب یا رسولوں کو بھی پہچان سکتے ہیں۔

آیت نمبر ۲۲:" وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ.......... الخ"۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "افتراء سے مراد ہمارے کلام میں وہ افترا ہے کہ کوئی شخص عمداً اپنی طرف سے بعض کلمات تراش کر یا ایک کتاب بنا کر پھر یہ دعویٰ کرے کہ یہ باتیں اللہ کی طرف سے ہیں اور اس نے مجھے الہام کیا ہے اور ان باتوں کے بارے میں میرے پر اس کی وحی نازل ہوئی ہے حالانکہ کوئی وحی نازل نہیں ہوئی۔ سو ہم نہایت کامل تحقیقات سے کہتے ہیں کہ ایسا افترا کبھی کسی زمانہ میں چل نہ سکا"۔ (حاشیہ انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۶۳)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ عام فہم بات ہے کہ اگر کسی دنیاوی حکومت کو پتہ چل جائے کہ اس کے نام پر کسی نے جھوٹا پیغام پہنچایا ہے تو وہ اسے تباہ کر دے گی لیکن کیا انبیاء جو خدا کے پیغامبر ہوتے ہیں اگر وہ جھوٹے طور پر کوئی غلط پیغام پہنچائیں تو کیا خدا انہیں برباد نہیں کرے گا؟"۔

آیت نمبر ۲۶:" وَمِنْهُمْ مَنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ.......... الخ"۔ حضور انور نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اَسَاطِيْر کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ "سٹوریاں (کہانیاں Stories) ہیں مگر میں تمہیں سچے یقین

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

DIGITAL SATELLITE
MTA and PAKISTAN TV

You can now get MTA on digital satellite at Hotbird 13°E. Pakistan TV is also available on digital satellite at Intelsat 707 1°W as Prime TV, and has been broadcasting since Sept '98. To view MTA and Prime TV, you need a digital satellite receiver, a dish and a universal LNB.

At the moment, we are running the following offers:

NOKIA 9600 £255+ *Digital LNBs from £19+*
HUMAX CI £220+ *Dishes from 35cm to 1.2m*

These, as well as all other satellite reception-related equipment, can be obtained from our warehouse at the address below.

Signal Master Satellite Limited
Unit 1A Bridge Road, Camberley
Surrey GU15 2QR, England
Tel: 0044 (0)1276 20916 Fax: 0044 (0)1276 678740
e-mail: sms.satellite@business.ntl.com

+ All prices are exclusive of VAT

کے ساتھ بتاتاہوں کہ قرآن میں کوئی قصہ نہیں۔ بیشک آدمؑ، نوحؑ، یعقوبؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، صالحؑ، ہودؑ، شعیبؑ کا بیان ہے مگر صرف حضرت رسول اللہ کے حال سے مطابق کرنے کے لئے۔ گویاان واقعات کے ذریعہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ تمہارے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوگا۔ پس وہ قصے نہیں بلکہ تمثیلی رنگ میں پیشگوئیاں ہیں"۔(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۶/اگست ۱۹۰۹ء بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۱۴۶)

حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس میں ہے کہ اب بھی حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے جب دلائل دئے جاتے ہیں تو منکرین کا یہی حال ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ تو پہلے نبیوں کی نسبت فرمایا ہے، ان کو اس سے کیوں ملاتے ہو؟ اسی طرح اگر کوئی آیت ان پر صادق آئے تو جواب میں یہ کہتے ہیں کہ یہ اگلے کفار کے متعلق، نہ کہ ہمارے حق میں۔

آیت نمبر ۲۷:" وَ هُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَ يَنْئَوْنَ عَنْهُ.......... الخ"۔ حضور نے فرمایاکہ علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ "......اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دوسروں کو محمدؐ کی پیروی سے روکتے ہیں اور خود بھی اس سے رکتے ہیں۔یہ مذکورہ بالا بیان حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اور حسن بصریؒ کا ہے"۔

علامہ ابن جریر طبری فرماتے ہیں کہ "اور وہ لوگ جو قرآن پاک سننے سے دوسروں کو روکتے ہیں اور خود تجھے قبول کرنے سے رکتے ہیں اور تجھ سے اور تیرے پیروکاروں سے دور رہتے ہیں"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایاکہ آنکھوں سے دیکھنا اور بات ہے اور سنی سنائی باتوں پر ایمان اور بات ہے۔ جماعت میں اس حقیقت نے بہت فائدہ دیا ہے۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کا دُور بیٹھے سن کر انکار کر دیا کرتے تھے جب وہ خود گئے، مسیح موعودؑ کو دیکھا اور صحبت میں رہے اور سنا تو چونکہ رؤیا وغیرہ کے ذریعہ ان کے نیک فطرت ہونے کی بناپر خداتعالیٰ نے ان پر زور دیا تھا، انہوں نے حق کو پہچان لیا اور وہ احمدی ہوگئے۔

آیت نمبر ۳۲:" قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاءِ اللّٰهِ ...... وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ..........الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایاکہ حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے کہ اس سے "انتہائی درجہ کا عذاب مراد ہے۔ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ پیٹھ پر باقی اعضاء کے مقابلہ میں زیادہ بوجھ اٹھایا جاسکتا ہے۔ تو فرمایاکہ ان پر بڑا ہی بوجھ ہوگا کہ ان کو اپنی ساری طاقت خرچ کرنی پڑے گی۔ یہ کمال مشقت اور دکھ کی طرف اشارہ ہے"۔ حضور انور نے فرمایاکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ گویا وہ اپنی طرف سے پوری محنت کر رہے ہونگے لیکن اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکیں گے۔

آیت نمبر ۳۳:" وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ. وَ لَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ . اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ"۔ حضرت مصلح موعود کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے کہ "دنیا میں خداتعالیٰ نے دو قسم کی چیزیں پیدا کی ہیں۔ ایک اصل مقصود ہیں، دوسری اس مقصود کے حصول کے ذرائع ہیں مثلاً پڑھائی اور کھیل ہے۔ پڑھائی اصل مقصود ہے اور کھیل اس کے حصول کا ذریعہ ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ انسان کی صحت قائم رہے اور پڑھائی کر سکے۔ تو فرمایاکہ اصل مقصود آخرت ہے۔ انسان اس دنیا میں اتنا مصروف ہو جتنا آخرت کی تیاری کے لئے ضروری ہے"۔

آج چونکہ اتوار کا دن تھا اس لئے آخر میں سوال وجواب کا وقت بھی مختص کیا گیا تھا۔ جن سوالات کے جواب حضور نے ارشاد فرمائے ان میں سے بعض درج ذیل ہیں۔ یہاں تو مختصراً جواب دئے جارہے ہیں اصل لطف لینے اور حصول علم کی خاطر ضروری ہے کہ اصل آڈیو یا ویڈیو کیسٹ سے استفادہ کیا جائے۔

☆......ایک بچے نے سوال کیاکہ گھر میں سب روزے رکھتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ گھر میں فرشتے آتے ہیں، یہ کیسے آتے ہیں؟

حضور نے فرمایاکہ یہ تو استعارةً ہوتا ہے۔ نیک لوگ بھی مراد ہوتے ہیں کہ اس طرح نیک لوگ بھی گھر میں آتے ہیں۔ تمہارے لئے یہی جواب کافی ہے۔

☆......کیا آپ نے کبھی لیلۃ القدر میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نشان دیکھا ہے؟

حضور نے فرمایاکہ کئی دفعہ ایسا تجربہ ہوا ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ بارش ہونی یا روشنی ہونی ضروری ہے۔ یہ کوئی ضروری نہیں ہے۔ ہر ایسا لمحہ جب روشنی پھیل جائے اور یقین ہو جائے کہ یہ لمحہ قبولیت دعا کا لمحہ ہے، وہی لیلۃ القدر ہے۔ یوں بھی ہوتا ہے کہ لیلۃ القدر کسی کو دکھائی گئی اور شاہد کے طور پر یہ نظارہ دوسروں کو بھی دکھایا گیا۔

☆......خانہ کعبہ اب تک قائم ہے۔ دیگر مذاہب کے مقدس مقامات میں سے کون سے قائم نہیں رہے؟

حضور نے فرمایاکہ دوسرے مقدس مقامات بھی قائم تو رہے، زیارت کے لئے دور دور سے لوگ آتے ہیں لیکن کوئی مقدس مقام، خانہ کعبہ کا متبادل نہیں ہو سکتا۔ باطنی طور پر دیگر مقدس مقامات اپنے مقاصد میں ناکام ہو چکے ہیں۔ خانہ کعبہ، خداتعالیٰ کی عبادت کے لئے بنایا گیا پہلا گھر تھا۔ کئی دفعہ اس کی دیواریں وغیرہ گریں لیکن اللہ تعالیٰ اسے محفوظ رکھنے کا انتظام فرماتا رہا ہے۔

☆......روزہ کے لئے سحری کے وقت کب کھانا بند کرنا چاہئے؟

حضور نے فرمایاکہ آخری لمحہ تک جب تک سحری کا وقت ہے، کھایا جاسکتا ہے۔ اگر یہ سمجھ کر جلدی کھانا ختم کر دیا جائے کہ زیادہ ثواب ہوگا تو یہ غلط ہوگا۔ اگر کوئی یہ سمجھے کہ مجھے جلدی کھانا ختم کرنا چاہئے کہ میں زیادہ نیک ہوں، تو یہ بھی غلط ہے۔

☆......دو ہفتے قبل سوال کیا گیا تھا کہ کیا آنحضورؐ نے نجاشی کے علاوہ بھی کسی کی نماز جنازہ پڑھائی تھی؟

حضور نے فرمایاکہ ہاں پڑھی تھیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ آٹھ سال بعد احد کے شہداء کی نماز جنازہ پڑھانے کا ذکر ملتا ہے۔ جنگ موتہ کے شہداء کی خبر ملنے پر بھی آنحضورؐ نے ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی تھی۔ ام سعدؓ کی وفات کے ایک سال بعد جنازہ پڑھانے کا ذکر ملتا ہے۔ بخاری کتاب الجنائز میں ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ایک قبر کے پاس گزرنے پر صحابہؓ کو نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ ان کے علاوہ اور بھی مواقع ہیں، ان سے پتہ چلتا ہے کہ حضورؐ نے نماز جنازہ غائب کئی افراد کی پڑھائی ہیں۔

☆......تراویح کی رکعات بعض آٹھ اور تین وتر کہتے ہیں بعض ۲۰ رکعات کہتے ہیں یہ کیونکر ہے؟

حضور نے فرمایاکہ جس پر آنحضرت ﷺ کا ہمیشہ عمل رہا ہے وہ گیارہ رکعات ہی ہیں۔ اسی پر عمل کرنا کافی ہے۔

☆...... قرآن کریم میں ہے وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْن ۔ باقی دوسرے کون ہیں جو رزق دینے والے ہیں؟

حضور نے اس کے جواب میں فرمایا باقی جو سب ہیں ان کے بارہ میں لوگ بھول جاتے ہیں کہ دراصل تو انہیں بھی رزق خداتعالیٰ ہی دیتا ہے اس لئے ہمیشہ خداتعالیٰ ہی کی طرف متوجہ رہنا چاہئے۔

☆...... قرآن خداتعالیٰ کا کلام ہے اور بذریعہ وحی آنحضورؐ پر نازل ہوا۔ کیا یہ وحی براہ راست قلب صافی پر ہوتی تھی یا جبرئیلؑ کے ذریعہ؟

حضور نے فرمایاکہ آپ کو اس سے کیا فرق پڑ سکتا ہے؟ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جتنی بھی وحی کی تحریکات ہوتی تھیں وہ سب وحی جبرئیلؑ ہی کے ذریعہ ہوتی تھیں کیونکہ جبرئیلؑ اس کے ذمہ دار تھے۔ نظام وحی جبرئیل کے سپرد ہے۔

☆...... قابیل نے ہابیل کو اپنے غرور کی وجہ سے قتل کر دیا تھا۔ کیا یہ شہادت تھی یا قتل؟

حضور نے فرمایاکہ یہ قتل تھا۔ قرآن کریم نے اسے شہادت نہیں کہا۔

(خلاصہ مرتبہ:منیرالدین شمس)

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

" جب تک نور الٰہی بصارت عطا نہ کرے اس وقت تک انسان اپنے نقص بھی دیکھ نہیں سکتا اور جب تک وہ نقص دور نہ ہوں نور الٰہی عطا نہیں ہو سکتا"۔

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

بقیہ:خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

کہ ایسی عورتوں سے شادی کرو جو محبت کرنے والی اور بکثرت بچے پیدا کرنے والی ہوں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایاکہ آج دنیا کی ترقی یافتہ قومیں اپنے لئے تو یہ اصول رکھتی ہیں کہ بکثرت بچے پیدا کرنے لگ گئی ہیں اور غریب ملکوں کو کہتے ہیں کہ بچے کم پیدا کرو ورنہ غریب ہو جاؤ گے۔ یہ انکا منافقانہ بیان ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایاکہ غریب ملکوں کا سہارا مزید بچے ہیں۔ حضور نے حدیث کے حوالہ سے یہ بھی بتایا کہ خاوند کے گھر کی عمدگی کے ساتھ دیکھ بھال کرنے والی عورت کو وہی ثواب اور اجر ملے گا جو اس کے خاوند کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے پر ملتا ہے۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات پڑھ کر سنائے جو دراصل قرآن و حدیث کی ہی تشریح پر مبنی ہیں۔ آپ نے فرمایاکہ عورتوں کے حقوق کی حفاظت جیسے اسلام نے کی ہے ویسے کسی مذہب نے نہیں کی۔ حضور نے فرمایاکہ آنحضرتؐ کے اسوہ کو اپنائیں اور روحانی و جسمانی طور پر اپنی بیویوں سے نیکی کریں۔

نان ـــــ نان ـــــ نان

ہمارے آٹومیٹک پلانٹ پر حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق اعلیٰ اور معیاری نان تیار کئے جاتے ہیں اور پلاسٹک کی فلم میں seal کئے جاتے ہیں۔ شادی بیاہ اور فیملی پیک پر خاص رعایت۔

برطانیہ اور یورپ میں ڈسٹری بیوٹرز کی ضرورت ہے۔ فری نمونہ کے لئے رابطہ کریں

Shalimar Foods

Tel: 01420 488866 Fax: 01420 474999

TOWNHEAD PHARMACY

31 Townhead Kirkintilloch

Glasgow G66 1NG

FOR ALL YOUR

PHARMAECUTICALS NEEDS

Tel: 0141-211-8257

Fax: 0141-211-8258

جرمنی میں پہلی بار

محکمہ تعلیم کے سند یافتہ

اردو جرمن ترجمان

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب جرمنی میں مرکزی محکمہ تعلیم کے اعلیٰ سطحی امتحان میں شاندار کامیابی کے بعد پہلی بار قانونی تحفظات کے ساتھ ترجمانی کی سہولت میسر آچکی ہے۔ ہر قسم کی سرکاری، غیر سرکاری یا نجی دستاویزات کے نہایت اعلیٰ معیاری اور عمدہ اردو جرمن ترجمہ کے لئے رابطہ فرمائیں۔

R. Rashid

Staatlich geprüfter und

allgemein ermächtigter Übersetzer

Tel. 06134-53693, 0173-8C54416

بقیہ:نبوت حضرت مسیح موعودؑ از صفحہ نمبر ۴

ہوتے ہیں۔(چشمہ ٔ معرفت صفحہ۷۷۔ روحانی خزائن جلد۲۳ مطبوعہ لندن صفحہ ۸۵)

ب۔"اس فیصلہ کے کرنے کے لئے خدا آسمان سے قرنا میں اپنی آواز پھونکے گا۔ وہ قرنا کیاہے ؟وہ اس کا نبی ہوگا"۔(چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۸۔ روحانی خزائن جلد۲۳ مطبوعہ لندن)

۱۹۰۸ء

الف۔ایک نواب ریاست کے سوال پر کہ کیامرزاصاحب رسالت کے مدعی ہیں۔ایک احمدی نے آپ کا یہ شعر ؎

من نیستم رسول ونیاوردہ ام کتاب

پڑھ دیا۔ حضور نے فرمایا:

"اس کی تشریح کر دینا تھا کہ ایسا رسول ہونے سے انکار کیا گیاہے جو صاحب کتاب ہو۔ دیکھو جو امور سماوی ہوتے ہیں ان کے بیان کرنے میں ڈرنا نہیں چاہئے اور کسی قسم کا خوف کرنا اہل حق کا قاعدہ نہیں"۔

پھر صحابہ کے طرز عمل کا کہ وہ اپنا عقیدہ صاف صاف کہہ دیتے ذکر کر کے فرماتے ہیں:

"ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ دراصل یہ نزاع لفظی ہے۔خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے کہ جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہیں"۔

(البدر ۵/مارچ ۱۹۰۸ء)

ب۔"سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا نے میرا نام نبی رکھاہے تو میں کیونکر انکار کر سکتاہوں"۔

(مکتوب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اخبار عام لاہور ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء)

☆......☆......☆

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور مکتوبات سے حضور کے متواتر اور بار بار دعویٰ نبوت ورسالت ثابت کرنے کے بعد اب یہ امر تشریح طلب رہ جاتاہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیفات کے ان حوالہ جات کی روشنی میں جن میں حضورؑ نے مسلمانوں میں مروجہ اصطلاح اور تعریف کی رو سے نبوت ورسالت سے انکار فرمایاہے احتیاطاً یا التباس سے بچانے کے لئے یا کسی اور وجہ سے آیا جب کوئی متلاشی حق غیر از جماعت استفسار کرے کہ مرزا صاحب نبی اور رسول تھے کہ نہیں؟ تو ہمارا موقف یہ ہونا چاہئے کہ ہم کہہ دیں کہ آپ نبی نہ تھے یا کچھ اور؟

سو اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود صراحت سے واضح فیصلہ فرما چکے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مسئلہ کو اتنی اہمیت دی ہے کہ حضور نے اس مقصد کے لئے بطور خاص ایک رسالہ تصنیف فرمایا اور اس کا نام "ایک غلطی کا ازالہ" رکھا۔ نام سے ہی ظاہر ہے کہ یہ رسالہ کسی غلط موقف کی تردید میں ہے۔ واقعہ یوں ہوا۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں سنئے۔ حضور فرماتے ہیں:

"ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعویٰ اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ ہی وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنی معلومات کی تکمیل کر سکے۔ وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتاہے۔ اس لئے باوجود اہل حق ہونے کے ان کو ندامت اٹھانی پڑتی ہے"۔

اس کے بعد حضور فرماتے ہیں:

"چنانچہ چند روز ہوئے کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتاہے؟ اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔

حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول، اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتاہے؟"

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۲۔روحانی خزائن جلد ۱۸ مطبوعہ لندن صفحہ ۲۰۶)

یہ حوالہ بڑے خوف سے پڑھنے کا ہے، کیونکہ اس وجود نے جس کو آنحضرت ﷺ نے حَکَم اور عَدَل کا بلند مرتبہ دیاہے، فرمایاہے کہ محض انکار کے الفاظ سے (کہ آپ نبی نہیں تھے) دیا گیا جواب صحیح نہیں ہے۔ اور حضورؑ نے کیا ہی سچ فرمایاہے کہ ایسی صورت میں باوجود اہل حق ہونے کے ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔

جماعت احمدیہ کے دونوں فریقوں کی آج تک کی تاریخ گواہی دیتی ہے کہ واقعی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ نبوت و رسالت کا انکار کرنے والے متبعین کو ندامت اٹھانی پڑی اور وہ ہر میدان میں اس جماعت سے شکست کھا گئے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پورے خلوص اور ایمان سے ایک امتی اور ظلی نبی اور رسول اور مُرسَل کی حیثیت سے پیش کرتی ہے۔

☆......☆......☆

اور ایسا ہی ۱۷/ماہ مئی ۱۹۰۸ء کو بمقام لاہور جلسہ دعوت میں جو تقریر حضرت اقدس نے فرمائی تھی اس تقریر کی بنا پر یہ غلط خبر پرچہ اخبار عام ۲۳/مئی ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی کہ آپ نے اس جلسہ دعوت میں دعویٰ نبوت سے انکار کیاہے تو اسی روز حضور نے ایڈیٹر اخبار مذکور کی طرف ایک خط لکھا جس میں اس غلط خبر کی تردید کی۔ چنانچہ حضرت اقدس کا وہ خط ان الفاظ سے شروع ہوتاہے:

"جناب ایڈیٹر صاحب اخبار عام۔ پرچہ اخبار عام ۲۳/مئی ۱۹۰۸ء کے پہلے کالم کی دوسری سطر میں میری نسبت یہ خبر درج ہے کہ گویا میں نے جلسہ دعوت میں نبوت سے انکار کیا۔ اس کے جواب میں واضح ہو کہ اس جلسہ میں میں نے صرف یہ تقریر کی تھی کہ میں ہمیشہ اپنی تالیفات کے ذریعہ سے لوگوں کو اطلاع دیتا رہاہوں اور اب بھی ظاہر کرتاہوں کہ یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتاہے کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتاہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا اور جس کے یہ معنے ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتاہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتاہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتاہوں اور آنحضرت ﷺ کے اقتداء اور متابعت سے باہر جاتاہوں۔ یہ الزام صحیح نہیں ہے بلکہ ایسا دعویٰ نبوت میرے نزدیک کفر ہے اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ میں یہی لکھتا آیاہوں کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں اور یہ سراسر میرے پر تہمت ہے اور جس بنا پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتاہوں وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتاہے اور میری باتوں کا جواب دیتاہے اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتاہے کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا۔ اور انہیں امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھاہے۔

سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتاہے تو میں کیونکر انکار کر سکتاہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔

مگر میں ان معنوں سے نبی نہیں ہوں کہ گویا اسلام سے اپنے تئیں الگ کرتاہوں یا اسلام کا کوئی حکم منسوخ کرتاہوں، میری گردن اس جوئے کے نیچے ہے جو قرآن شریف نے پیش کیا اور کسی کی مجال نہیں کہ ایک نقطہ یا ایک شعشہ قرآن شریف کا منسوخ کر سکے۔ سو میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتاہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنے ہیں کہ خدا سے الہام پا کر بکثرت پیشگوئی کرنے والا اور بغیر کثرت کے یہ معنے متحقق نہیں ہو سکتے"۔

یہ خط حضرت اقدسؑ نے ۲۳/مئی ۱۹۰۸ء کو لکھا جو اخبار عام ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء میں آپؑ کی وفات کے روز شائع ہوا اور یہ آپ کا آخری مکتوب تھا۔ اگر یہ درست ہوتا کہ آپؑ نے نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں کیا تو آپ اس خبر کی تردید کیوں کرتے جو اخبار عام ۲۳/مئی ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی تھی کہ آپ نے دعویٰ نبوت سے انکار کیاہے یعنی آپ مدعی نبوت نہیں ہیں اور کیوں فرماتے:

"سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتاہے تو میں کیونکر انکار کر سکتاہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں"۔

دو مرتبہ احمدی دوستوں نے مخالفین کو یہ جواب دیا کہ آپ نبی اور رسول نہیں ہیں تو حضور نے دونوں دفعہ تردید فرمائی۔ ایک دفعہ تو ۱۹۰۱ء میں "ایک غلطی کا ازالہ" شائع کر کے اور دوسری مرتبہ مارچ ۱۹۰۸ء میں جیسا کہ البدر ۵/مارچ ۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی ڈائری کے زیر عنوان بہ تفصیل لکھا ہے۔ اور تیسری مرتبہ جب اخبار عام میں یہ خبر شائع ہوئی کہ آپ نے جلسہ دعوت میں اپنے دعویٰ نبوت سے انکار کیاہے تو حضور نے فوراً اس کی تردید فرمائی۔ ان چند حوالہ جات سے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا موقف اپنے نبی ہونے کے متعلق ظاہر وباہر ہے اور جو شخص یہ کہتاہے کہ آپؑ کو مطلقاً دعویٰ نبوت نہیں تھا اور آپؑ دوسرے مجددین امت اور محدثین کی طرح محض ایک مجدد اور محدث تھے اس سے زیادہ اور کوئی منکر حقیقت نہیں ہو سکتا۔

☆......☆......☆

یہی موقف آپ کے دونوں خلفاء، حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہما کا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا موقف

ایڈیٹر صاحب "البدر" حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے کلمات کے سلسلہ میں لکھتے ہیں:

"ذکر تھا کہ مولوی محمد حسین نے لکھاہے کہ اگر احمدی مرزا صاحب کو نبی کہنا چھوڑ دیں تو ہم کفر کا فتویٰ واپس لے لیں گے"۔

فرمایا "ہمیں ان فتووں کی کیا پرواہے اور وہ حقیقت ہی کیا رکھتے ہیں۔ جب سے مولوی محمد حسین نے فتویٰ دیاہے وہ دیکھے کہ اس کے بعد اس کی عزت کہاں تک پہنچ گئی ہے اور مرزا صاحبؑ کی عزت نے کس قدر ترقی کی ہے"۔

(البدر ۱۳/اپریل ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا موقف

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ۲۶/دسمبر ۱۹۰۱ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر حاضرین جلسہ کو خطاب کرتے ہوئے اپنی تقریر میں فرمایا:

ا۔"دنیا کو کھول کر سناؤ کہ وہ نبی قادیان میں ہے، اس کا نام مرزا غلام احمد تھا۔ اسے اتباع قرآن سے آنحضرت ﷺ کی غلامی میں احمد کا درجہ دیا گیا، اس پر خدا کا کلام نازل ہوا"۔

(البدر ۱۹/جنوری ۱۹۱۱ء صفحہ ۴)

۲۔ تعجب ہے کہ ان لوگوں نے یہ نہ دیکھا کہ ہم لوگ جب حضرت مسیح موعودؑ کو نبی مانتے ہیں تو پھر کیونکر آپؑ کے فتویٰ کو رد کر سکتے ہیں (مسلمان وہ ہے جو سب ماموروں کو مانے)

(الحکم ۱۴/مئی ۱۹۱۱ء)

☆......☆......☆

فیصلہ کا آسان طریق

دلائل اور بحث کے میدان میں تو لفظی نزاع اور معنوی موشگافیوں کی بڑی گنجائش ہوتی ہے

لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے لاہوری فریق کے سامنے فیصلہ کا ایک ایسا طریق بھی پیش فرمایا تھا جس سے انسان صحیح نتیجہ پر بڑی آسانی سے پہنچ سکتا ہے۔ حضور نے ۱۹۱۵ء میں مؤکد بعذاب قسم کھا کر فرمایا:

"میں قسم کھاتا ہوں کہ وہ خدا جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ خدا جو عذاب کی طاقت رکھتا ہے، وہ خدا جس نے میری جان کو قبض کرنا ہے، وہ خدا جو زندہ، قادر اور سزا و جزا دینے والا ہے، وہ خدا جس نے آنحضرت ﷺ کو دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں حضرت مرزا صاحبؑ کو اس وقت بھی جبکہ وہ زندہ تھے اسی قسم کا نبی مانتا تھا جس طرح کا اب مانتا ہوں۔ میں اس بات کے لئے بھی قسم کھاتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے رؤیا میں مجھے منہ در منہ کھڑے ہو کر کہا کہ مسیح موعود نبی تھے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ غیر مبایعین سب کے سب عملی لحاظ سے برے ہیں اور ہماری جماعت کے سارے کے سارے لوگ عمل میں اچھے ہیں مگر میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جن عقائد پر ہم ہیں وہ سچے ہیں"۔

(الفضل ۲۳؍ستمبر ۱۹۱۵ء)

لیکن مولوی محمد علی صاحب کبھی بھی اپنے عقائد پر اس یقین اور خلوص کے ساتھ مؤکد بعذاب قسم کھا نہیں سکے اور نہ ہی لاہوری جماعت کا کوئی اور ممبر۔

پھر حضور خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ۱۹۲۸ء میں فیصلہ کا ایک اور طریق یہ بیان فرمایا:

"نبوت کے متعلق جناب مولوی محمد علی صاحب کی وہ تمام تحریرات جو اختلاف سے پہلے کی ہیں ایک جگہ جمع کردی جائیں تو میں ان پر دستخط کردوں گا اور اعلان کردوں گا کہ میرا ابھی یہی عقیدہ ہے"۔ (الفضل ۹؍اکتوبر ۱۹۲۸ء)

حضور کی طرف سے یہ پیشکش مولوی محمد علی صاحب کے بدلے ہوئے عقائد پر ایک گہری طنز تھی جس کا جواب مولوی صاحب اپنی وفات تک نہ دے سکے۔

اور پھر ۱۹۴۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے لاہوری فریق پر آخری دفعہ اتمام حجت کرتے ہوئے مولوی محمد علی صاحب کو ایک مرتبہ اور عقائد کے متعلق دعوت مباہلہ دی اور یہ بھی فرمایا کہ مولوی صاحب ہرگز قسم نہیں کھائیں گے۔ (رسالہ الفرقان قادیان ماہ جون ۱۹۴۴ء)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا مذکورہ بالا حلف اور دونوں طریق فیصلہ اس امر کا بین اور قطعی ثبوت ہیں کہ آپ کا موقف مسئلہ نبوت مسیح موعود علیہ السلام سے متعلق اختلاف سے پہلے اور بعد میں ایک ہی رہا اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ اور دراصل خود غیر مبایعین نے مسئلہ نبوت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اختلاف کے بعد اپنا موقف تبدیل کر لیا تھا۔ نبوت مسیح موعود علیہ السلام سے متعلق ان کے اختلاف سے پہلے کی تحریروں سے ان کا موقف وہی ثابت ہوتا ہے جو مبایعین کا ہے لیکن اختلاف کے بعد سرگروہ غیر مبایعین مولوی محمد علی صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام:

"ان معنوں میں نبی اور رسول تھے جن معنوں میں اس امت کے دوسرے مجدد بھی نبی اور رسول کہلا سکتے ہیں"۔

(ٹریکٹ 'میرے عقائد' صفحہ ۶)

اور فرماتے ہیں: "اس امت میں جس قسم کی نبوت مل سکتی ہے وہ حضرت علیؓ کو ضرور ملی ہے"۔

('النبوۃ فی الاسلام' صفحہ ۱۱۵)

اور ان کا بعد از اختلاف یہ عقیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی واضح اور بین تحریرات کے صریح مخالف ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو فرماتے ہیں: "غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور یہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ مطبوعہ لندن صفحہ ۴۰۶)

اسی طرح حضرت اقدس فرماتے ہیں:

"اس امت میں آنحضرت ﷺ کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی"۔

(حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۲۸۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۰)

پھر عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو یہ فرماتے ہیں:

"اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اُس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے"۔ (چشمۂ معرفت صفحہ ۳۱۷۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۳۲)

نشان تو اتنے کہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی نبوت بھی ان سے ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن غیر مبایعین کے نزدیک ان نشانوں سے حضور کی اپنی نبوت بھی ثابت نہیں ہوئی اور وہ غیر نبی تھے۔

اب اہل فکرودانش فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اختلاف کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی واضح تحریروں کے خلاف نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور آپ کے متبعین نے تبدیلیٔ عقیدہ کی تھی یا غیر مبایعین حضرات اور ان کے سرگروہ مولوی محمد علی صاحب نے؟

تحریک بہبود انسانیت

اقتباسات از خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ یکم جنوری ۱۹۹۳ء

حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

"اس وقت دنیا کو سب سے زیادہ انسانی قدروں کو بحال کرنے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ انسانی قدریں ہر پہلو سے پامال ہو رہی ہیں۔ ہر قسم کے جرائم بڑھ رہے ہیں اور ان کے نتیجہ میں انسانی ضمیر کچلا جارہا ہے اور اکثر جگہ تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ضمیر دم توڑ چکا ہے۔ کوئی حیاء، کسی قسم کی غیرت، کوئی انسانیت کی رمق بھی بعض جگہ دکھائی نہیں دیتی"۔

پھر فرمایا: "پس اس وقت مذہبی بحثوں کا وقت نہیں وہ بھی جہاں مناسب ماحول ہو وہاں چلیں گی لیکن انسانیت کو اس وقت انسان بننے کا پیغام دینے کی ضرورت ہے۔ **انسانی قدروں کے لئے ایک عالمی سطح کا جہاد جاری کرنے کی ضرورت ہے۔**

پس اس پہلو سے میں جماعت احمدیہ کو دعوت دیتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ انفرادی طور پر یا من حیث الجماعت جماعت کی طرف سے یہ کوششیں کامیاب نہیں ہو سکتیں جب تک دوسروں کو بھی اس معاملے میں عقل دے کر اور دعوت دے کر ساتھ شریک نہ کریں۔ ہمیں اس پیغام کو عام کرنا ہوگا۔ اور اگر مثلاً جماعت احمدیہ کی طرف سے حکومتوں کے سربراہوں کو، بڑے بڑے دانشوروں کو، اخباروں میں لکھنے والوں کو، جو اہل قلم لوگ ہیں ان کو خطوط لکھے جائیں۔ ان کو سارا سال اس طرف متوجہ کیا جائے اور مختلف تجاویز ان کے سامنے رکھی جائیں تو پھر یہ ایک ایسی کوشش ہے جو ہو سکتا ہے بعض ایسے دلوں میں بھی تبدیلی پیدا کرے جو دل بااختیار ہیں، جن کے پیچھے ایک قوم ہے۔ ان ہاتھوں میں بھی یہ جنبش پیدا کردیں جن ہاتھوں میں عنانِ حکومت تھمائی جاتی ہے۔ جو ان دماغوں میں ایک تبدیلی پیدا کردیں جن کی فکر قوم کی فکر بن جایا کرتی ہے۔

پس ہر پہلو سے اہل دانش، اہل قلم، اہل دل لوگوں کو جماعت احمدیہ کی طرف سے سمجھا کر، محبت سے، پیار سے یہ باتیں پہنچانی ضروری ہیں اور سارا سال آئندہ دنیا کی ہر جماعت میں جو میرے اس پیغام کو سن رہی ہے اس میں چھوٹے بڑے سب شامل ہو جائیں۔ اگر بچے اپنی زبان میں ایک بات لکھ سکتے ہیں تو کیوں نہ لکھیں۔ بعض دفعہ بچوں کی زبان زیادہ دل پر اثر کرتی ہے اور واقعۃً بڑا گہرا اثر کرتی ہے"۔

مزید فرمایا: "تو بچے بھی لکھیں جس حد تک توفیق ہے، ملکوں کے سربراہوں کو لکھیں، دانشوروں کو لکھیں، مولویوں کو لکھیں، پنڈتوں کو لکھیں، پادریوں کو لکھیں کہ خدا کا خوف کرو۔ مذہب کا رہے گا کیا اگر اخلاق دنیا سے اٹھ گئے۔ اگر انسانیت ہی قائم نہ رہی تو کیا خدا حیوانوں سے رشتے قائم کریگا۔ ان حیوانوں میں کیوں نہ خدا نے نبی بھیج دئے جن سے بدتر تم ہوتے چلے جارہے ہو۔ اس لئے انسان کو انسانیت کے آداب سکھاؤ"۔

پھر فرماتے ہیں: "میں سمجھتا ہوں کہ اب انسانیت کے نام پر ہمیں جلسے کرنے چاہئیں۔ "تحریک بہبود انسانیت" کے نام پر تمام دنیا میں جلسے قائم کرنے چاہئیں۔ اس میں صرف مذاہب کے نمائندے نہیں آئیں گے دہریہ بھی آئیں گے، ہر قسم کے لوگ آئیں گے ان کو سمجھانے کی ضرورت ہے کہ انسانیت ہے کیا؟۔

انسانیت کا شرف دنیا میں دوبارہ قائم کئے بغیر، انسانی قدروں کو بحال کئے بغیر ہم جو عالمی انصاف کی یا عالمی امن کی باتیں کرتے ہیں وہ صرف منہ کی باتیں ہیں ان میں کوئی بھی حقیقت نہیں ہوتی۔ پس اس سلسلے میں بڑے دلچسپ پروگرام بنائے جا سکتے ہیں۔ بڑے اچھے جلسے کئے جا سکتے ہیں اور ان جلسوں میں پسماندہ قوموں کے حقوق پر بھی بحث ہو سکتی ہے۔ پہلے میں سمجھتا ہوں کہ انسانی قدروں کی صرف بات ہونی چاہئے"۔

پھر فرمایا: "..........جب انسانیت کے سانس چلنے لگیں گے، جب انسانیت کا دل دھڑکنے لگے گا، جب انسانی جذبات میں تموج پیدا ہونے لگے گا تو وہ اندرونی دباؤ ہے جو تعصب کی دیواریں توڑ دے گا ورنہ تعصب کی دیواریں باہر سے نہیں توڑی جا سکتیں...... تعصب کی دیواروں کو جب باہر سے توڑنے کی کوشش کروگے، تعصب بڑھے گا۔ پس اندر سے سوچوں کو بدلنا پڑے گا، نظریات میں تبدیلی پیدا کرنی ہوگی۔

پس جماعت احمدیہ کے جتنے فکر کرنے والے، دل رکھنے والے صاحب نظر لوگ ہیں ان سب سے میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ اپنی صلاحیتوں کو استعمال کریں"۔

پھر فرماتے ہیں: "میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آج دنیا غیر انسانی ہوتے ہوئے بھی انسانیت کے لئے ترس رہی ہے۔ اس کی یہ گہری فطرت کی آواز ہے کہ ہمیں اس کی ضرورت ہے۔ پس جب احمدی یہ آواز بلند کرے گا تو کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ یہ آواز تو دل سے اٹھے گی اور دل میں ضرور جا بیٹھے گی اور پھر وہاں نشوونما پائے گی پھر پھوٹے گی اور ہر طرف اپنے دائیں بائیں دوسرے غیر انسانی لوگوں کو انسان بنانے کے لئے کوشاں ہو جائے گی"۔

خطبہ کے آخر پر فرمایا: "میں سمجھتا ہوں کہ انسانی اقدار کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنے کے لئے یہ ساری کوششیں انتہائی ضروری ہیں اور احمدیوں کو جب تفصیل سے علم ہوگا کہ میرے ذہن میں امن عالم کے قیام کے لئے کیا کیا تجاویز ہیں انسانی قدروں کو بحال کرنے کے لئے کیا معین باتیں میرے ذہن میں ہیں۔ اللہ نے چاہا تو پھر وہ پہلے سے زیادہ مسلح ہو کر اس جہاد میں حصہ لے سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے"۔ (روزنامہ الفضل ربوہ ۴؍جنوری ۱۹۹۳ء)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ براہ کرم اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY, LONDON SW18 4AJ U.K.

سیرۃ حضرت مصلح موعودؓ کے بعض پہلو

ہفت روزہ ''بدر'' قادیان ۴ تا ۱۱ر فروری ۹۹ء میں مکرم مولانا محمد یوسف صاحب انور نے اپنے مضمون میں حضرت مصلح موعودؓ کی سیرت کے بعض درخشندہ پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔

سیدنا مصلح موعودؓ اگرچہ اپنے والدین کے بہت لاڈلے تھے لیکن آپؓ کی تربیت کا بہت خیال رکھا جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت سید فضل شاہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت مسیح موعودؑ چوبارے کے صحن میں بیٹھے تھے اور مَیں بادام توڑ رہا تھا کہ اتنے میں حضرت میاں محمود احمدؓ جن کی عمر چار پانچ سال کی ہوگی، تشریف لائے اور سب بادام اٹھاکر جھولی میں ڈال لئے۔ حضرت اقدس نے یہ دیکھ کر فرمایا: ''یہ میاں بہت اچھا ہے، زیادہ نہیں لے گا، صرف ایک دو لے گا، باقی سب ڈال دے گا'' جب حضرت صاحب نے یہ فرمایا تو میاں نے جھٹ سب بادام میرے آگے رکھ دیئے اور صرف ایک یا دو بادام لے کر چلے گئے۔

حضورؓ بچپن میں ہی بہت ذہین تھے۔ چنانچہ جب آپؓ کی عمر نو سال تھی تو کھیلتے کھیلتے آپؓ نے یونہی ایک کتاب اٹھالی جس میں لکھا تھا کہ جبرائیل اب نازل نہیں ہوتے۔ آپؓ نے کہا یہ غلط ہے میرے ابا پر نازل ہوتا ہے۔ کسی دوسرے لڑکے نے کہا کہ کتاب میں ٹھیک لکھا ہے۔ اس پر دونوں حضرت مسیح موعودؑ کے پاس گئے اور مدعا بیان کیا تو حضورؑ نے فرمایا کہ کتاب میں غلط لکھا ہے، جبرائیل اب بھی آتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ''مَیں علمی طور پر بتلاتا ہوں مَیں نے حضرت صاحب کو والد ہونے کی وجہ سے نہیں مانا تھا بلکہ جب مَیں گیارہ سال کے قریب تھا تو مَیں نے مصمّم ارادہ کیا تھا کہ اگر میری تحقیقات میں وہ نعوذباللہ جھوٹے نکلے تو مَیں گھر سے نکل جاؤں گا۔ مگر مَیں نے اُن کی صداقت کو سمجھا اور میرا ایمان بڑھتا گیا۔ حتی کہ جب وہ فوت ہوئے تو میرا یقین اور بھی بڑھ گیا''۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت مصلح موعودؓ میں یہ خوبی بدرجہ اتم موجود نظر آتی ہے کہ اچھی باتوں کو قبول کرنے کا مادہ آپؓ کو بدرجہ احسن ودیعت ہوا تھا اور غلط نقش کو ردّ کر دینے کی اہلیت بھی آپؓ بخوبی رکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ اپنا یہ واقعہ خود بیان فرماتے ہیں کہ ''ایک دفعہ ایک لڑکے کے کندھے پر کہنی ٹیک کر کھڑا تھا کہ ماسٹر قادر بخش صاحبؓ نے جو مولوی عبدالرحیم صاحبؓ درد کے والد تھے، اس سے منع کیا اور کہا یہ بُری بات ہے۔ اُس وقت میری عمر بارہ تیرہ سال کی ہوگی۔ لیکن وہ نقشہ جب بھی میرے سامنے آتا ہے، اُن کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے''۔

حضرت مصلح موعودؓ کی تعلیم کا آغاز گھر پر ہی قرآن کریم ناظرہ پڑھنے کے ذریعہ ہوا۔ حضرت حافظ احمد اللہ ناگپوریؓ کو حضرت مسیح موعودؑ نے اس غرض کیلئے مقرر فرمایا۔ جب آپؓ نے ناظرہ پڑھ لیا تو حضور نے اس خوشی میں ایک شاندار تقریب کا اہتمام کیا، ایک آمین لکھی جو اُس تقریب میں پڑھ کر سنائی گئی اور حافظ صاحبؓ کو ڈیڑھ صد روپیہ عطا فرمایا جو اُس زمانہ میں ایک بہت بڑی رقم تھی۔

بعد ازاں آپؓ کو اسکول میں داخل کیا گیا اور اس طرح آپؓ نے اردو اور انگریزی کی کچھ تعلیم حاصل کی لیکن آنکھوں میں گکرے پڑ جانے سے متواتر تین چار سال آپؓ کی آنکھیں دکھتی رہیں یہاں تک کہ ڈاکٹروں نے کہا بینائی ضائع ہو جائے گی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے خصوصی طور پر آپؓ کے لئے دعا شروع کی اور روزے رکھنے شروع کئے۔ جس دن آخری روزہ تھا اُس روز افطار کے وقت حضرت مصلح موعودؓ نے آواز دی کہ مجھے نظر آنے لگ گیا ہے۔ تاہم آپؓ کی ایک آنکھ میں بینائی نہ رہی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود نے اساتذہ سے کہا کہ پڑھائی اس کی مرضی پر ہوگی جتنا چاہے پڑھے، اگر نہ پڑھے تو زور نہ دیا جائے۔ چنانچہ آپؓ کلاس میں بھی بہت کم جاتے تھے۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے اُس وقت آپؓ سے فرمایا کہ میاں تمہاری صحت ایسی نہیں کہ تم خود پڑھ سکو، میرے پاس آیا کرو، میں پڑھتا جاؤں گا اور تم سنتے رہا کرو۔ چنانچہ انہوں نے زور دے کر پہلے قرآن اور پھر بخاری پڑھادی۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں ''مجھے سب سے بڑی تعلیم جو حضرت خلیفہ اوّل نے دی وہ یہی تھی کہ جب میں پڑھتے ہوئے کوئی سوال کرتا تو آپ فرماتے میاں آگے چلو اس سوال کے متعلق گھر جاکے خود سوچنا''۔

حضرت مصلح موعودؓ کو مدرسہ کے اساتذہ ہر سال رعایتاً اگلی جماعت میں ترقی دیدیتے تھے۔ لیکن یونیورسٹی کے امتحان میں ناکام رہنے کے بعد آپؓ کی تعلیم کا یہ رسمی باب بھی ختم ہوگیا۔

آپؓ کے ایک استاد حضرت سید سرور شاہ صاحبؓ نے ایک بار آپؓ سے دریافت کیا کہ میاں! آپؓ کے والد صاحب کو تو کثرت سے الہام ہوتے ہیں، کیا آپؓ کو بھی الہام ہوتا اور خوابیں وغیرہ آتی ہیں؟ آپؓ نے فرمایا کہ ایک خواب تو تقریباً ہر روز ہی دیکھتا ہوں اور جونہی تکیہ پر سر رکھتا ہوں اس وقت سے لے کر صبح کو اٹھنے تک یہ نظارہ دیکھتا ہوں کہ ایک فوج ہے جس کی مَیں کمان کر رہا ہوں اور بعض اوقات ایسا دیکھتا ہوں کہ سمندروں سے گزر کر آگے جاکر حریف کا مقابلہ کر رہے ہیں......۔ حضرت شاہ صاحبؓ فرماتے ہیں کہ جس وقت یہ خواب آپؓ سے سنا اُسی وقت سے میرے دل میں یہ بات گڑی ہوئی ہے کہ یہ شخص کسی وقت یقیناً جماعت کی قیادت کرے گا اور مَیں نے اسی وجہ سے کلاس میں بیٹھ کر آپؓ کو پڑھانا چھوڑ دیا۔ آپؓ کو اپنی کرسی پر بٹھاتا اور خود آپؓ کی جگہ بیٹھ کر آپؓ کو پڑھاتا اور مَیں نے خواب سُن کر آپؓ سے یہ بھی عرض کردیا تھا کہ میاں! آپؓ بڑے ہوکر مجھے بھلانہ دیں اور مجھ پر بھی نظر شفقت رکھیں۔

منصبِ خلافت پر سرفراز ہونے کے بعد آپؓ کے شاندار کارنامے دنیا کے سامنے آئے۔ آپؓ ایک وسیع النظر اور صاحبِ فراست وجود تھے۔ مکرم مولوی محمد صادق صاحب مبلغ سماٹرا کا بیان ہے کہ ایک دفعہ سنگاپور اور ملایا میں احمدیت کی سخت مخالفت ہوئی۔ حضورؓ سے راہنمائی فرمانے کی درخواست کی گئی تو فرمایا کہ دَورے پر چلے جاؤ اور علماء اور امراء سے دوستانہ تعلقات قائم کرنے کی کوشش کرو۔ حسب ارشاد مَیں نے ایک طرف سے دوسری طرف تک دورہ کیا اور قریباً ایک سو علماء سے ملاقات کی۔ قریباً نوے فیصد نے اقرار کیا کہ وہ احمدیوں کو مسلمان سمجھتے ہیں اور یہ کہ پہلے اُنہیں احمدیت کے متعلق دھوکا دیا گیا تھا۔

ایک بار مولوی صاحب مذکور نے حضورؓ کی خدمت میں عرض کی کہ تین چار ماہ سے نماز میں وہ سرور اور لذت محسوس نہیں ہوتی جو پہلے ہوتی تھی۔ فرمایا: ''ابتہال سے کام لیں''۔ یعنی دعا پر زور دیں۔

حضورؓ کی جسمانی صحت اور اولوالعزمی کا ذکر کرتے ہوئے مکرم مولوی عبدالرحمٰن انور صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضورؓ نے قادیان کی قریبی نہر میں موضع تتلے کے پُل سے دوسرے احباب کے ساتھ تیرنا شروع کیا اور دوسرے پُل تک تیرتے چلے گئے جبکہ کئی بظاہر طاقتور نوجوان تیرنے کی بجائے چلنے لگے جبکہ صرف ایک حضورؓ ہی تھے جو تیرتے ہوئے وہاں پہنچے اور فرمایا کہ اگر حضورؓ چاہیں تو ابھی اَور کافی فاصلہ تیر سکتے ہیں۔

جلسہ سالانہ کے موقع پر حضورؓ کی تقریر کبھی کبھی مسلسل چھ سات گھنٹے تک جاری رہتی۔ اس کے بعد جماعتوں سے ملاقات کا وقت ہوتا جو رات بارہ ایک بجے تک ممتد ہو جاتا۔ حضورؓ خندہ پیشانی سے ہر ایک سے مصافحہ فرماکر حالات دریافت فرماتے اور مشورے عطا فرماتے تھے۔

......❀......❀......❀......

حضرت سیدہ اُمّ متین مریم صدیقہ رحمہا اللہ کا حضرت مصلح موعودؓ کی سیرۃ کے بارہ میں ایک نہایت قیمتی مضمون ماہنامہ ''خالد'' ۹۹ء میں روزنامہ ''الفضل'' کی ایک پرانی اشاعت سے منقول ہے۔

حضرت اماں جانؓ یعنی حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کو اپنے چھوٹے بھائی حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ سے بڑی محبت تھی۔ چنانچہ جب حضرت مصلح موعودؓ کی پیدائش ہوئی تو آپؓ کی خواہش تھی کہ آپؓ کے بھائی کے گھر کوئی لڑکی پیدا ہو جسے آپؓ اپنی بہو بناکر لائیں۔ لیکن حضرت میر صاحبؓ کی پہلی شادی سے کوئی اولاد نہ ہوئی تو آخر حضرت اماں جانؓ اور حضرت مصلح موعودؓ کے زور دینے پر ۱۹۱۷ء میں حضرت میر صاحبؓ کی دوسری شادی حضرت مرزا محمد شفیع صاحبؓ کی بڑی لڑکی امۃاللطیف صاحبہ سے ہوئی اور ۷ر اکتوبر ۱۹۱۸ء کو حضرت میر صاحبؓ کے ہاں ایک بچی پیدا ہوئی جس کا نام آپؓ نے مریم رکھا اور اپنی بیٹی کو راہِ خدا میں وقف کردیا اور اس وجہ سے اس بچی کا دوسرا نام ''نذر الٰہی'' بھی رکھا۔ آپؓ اپنے ایک مضمون میں ۱۹۲۱ء کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''آدھی رات تو ہو ہی چکی تھی، مَیں چوکھٹ پر سر رکھے پڑا تھا اور اٹھنے کا خواہشمند تھا کہ اٹھنے کی اجازت ملی۔ وہیں دروازہ کے ساتھ ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہوگیا اور اپنی زبان میں اظہار تعشق یا یوں کہو مناجات شروع کی۔ ایسی مؤثر، ایسی رقت بھری کہ سنگدل سے سنگدل معشوق بھی اس کو سن کر آبدیدہ ہو جائے۔ آخر میرا جادو چل گیا اور یوں محسوس ہوا کوئی پوچھتا ہے کہ کیا چاہتا ہے۔ مَیں نے عرض کیا...... جو کچھ ہے وہ آپ کا ہی دیا ہوا ہے۔ ''جان اور ایک چیز سب سے عزیز''...... مَیں نے ویسی فجر کی نماز ساری عمر نہ پڑھی تھی۔ اُف وہ خوشی...... میرا ہر ذرّہ تن قریب تھا کہ اس خوشی سے پھٹ جائے یا شادی مرگ ہو جائے...... زہے نصیب، وہ اور مجھے اپنا چہرہ دکھائیں اور مجھ سے ایک عزیز چیز کی نذر طلب کریں...... دن کے آٹھ نہیں بجے تھے کہ ایک سیاہ بکرا اور سفید مینڈھا کوچہ بندی میں کٹے پڑے تھے اور عالم روحانی میں اُن کے ساتھ دو اور نفس بھی ذبح ہوچکے تھے۔ اور بارہ نہیں بجے تھے کہ میری سب سے عزیز چیز یعنی مسجد مبارک والا مکان میرے قبضہ سے نکل کر صدر انجمن کی تحویل میں منتقل ہوچکا تھا۔ ان باتوں سے فارغ ہوکر گھر گیا تو ایک اَور عزیز چیز نظر آئی جس کا نام مریم صدیقہ تھا۔ مَیں نے اسے اٹھاکر کہا کہ اس کا نام ہی شاہد ہے، میرا پہلے سے ارادہ تھا، اب اسے بھی قبول فرمایئے''۔

حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ بیان فرماتی ہیں کہ اباجان نے ہمیشہ مجھے یہی سبق دیا کہ ہر صورت میں دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے۔ جب مَیں چھوٹی تھی تو ایک دعائیہ نظم بھی آپؓ نے کہی جس کا آخری شعر تھا ؎

میرا نام ابا نے رکھا ہے مریم
خدایا تُو صدیقہ مجھ کو بنا دے

مجھے ۳۰ر ستمبر ۱۹۳۵ء کو سترہ سال کی عمر میں حضرت مصلح موعودؓ کی زوجیت میں آنے کا شرف حاصل ہوا۔ اُس وقت حضرت سیدہ اُمّ طاہر زندہ تھیں جنہیں حضورؓ ''مریم'' کہہ کر بلاتے تھے۔ چونکہ ایک ہی نام سے دونوں بیویوں کو بلانا مشکل تھا

اس لئے حضورؓ نے شروع سے ہی مجھے صدیقہ کہہ کر بلایا۔ شادی کی پہلی رات بے شک عشق و محبت کی باتیں بھی ہوئیں مگر زیادہ تر عشق الٰہی کی باتیں تھیں اور مجھ سے یہ عہد لیا جارہا تھا کہ مَیں ذکر الٰہی کی عادت ڈالوں، دین کی خدمت کروں اور حضورؓ کی عظیم ذمہ داریوں میں آپ کا ہاتھ بٹاؤں۔

میرے اباجان نے میری شادی کے موقع پر مجھے جو نصائح لکھ کر دیں اُن میں یہ بھی لکھا کہ خدا تعالیٰ کا شکر کرو کہ اس نے اپنے فضل سے تم کو وہ خاوند دیا ہے جو اس وقت روئے زمین پر بہترین شخص ہے ...... جس کی بابت وحی ہے فرزند دلبند۔ گرامی ارجمند، مظہر الحق والعلا کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ...... پس تم اپنی خوش قسمتی پر جس قدر بھی ناز کرو، بجا ہے۔...... تم اندازہ نہیں کرسکتیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح پر خدمت دین کا کتنا بوجھ اور اس کے ساتھ کس قدر ذمہ داریاں اور تفکرات اور ہموم و غموم وابستہ ہیں اور کس طرح وہ اکیلے تمام دنیا سے برسرپیکار ہیں...... پس اس مبارک وجود کو اگر تم کچھ بھی خوشی دے سکو اور کچھ بھی اُن کی تکان اور تفکرات کو اپنی بات چیت، خدمت گزاری اور اطاعت سے ہلکا کرسکو تو سمجھ لو کہ تمہاری شادی اور تمہاری زندگی بڑی کامیاب ہے......

شادی کے بعد حضورؓ نے میری تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا اور بی۔اے کے بعد دینی تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا اور قرآن کریم کا کچھ حصہ سبقاً پڑھا۔ نوٹس لینے کی عادت بھی آپؓ ہی نے مجھے ڈالی جو بعد میں حضورؓ ملاحظہ فرمایا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے کہ ایک ایک لفظ لکھنا ہے، بعد میں دیکھوں گا۔ آہستہ آہستہ اتنا تیز لکھنے کی عادت ہوگئی کہ حضورؓ کے جلسہ کی تقریر بھی نوٹ کرلیتی تھی۔ ۴۷ء کے بعد تو قریباً ہر خط، مضمون اور تقریر کے نوٹ مجھ سے ہی املا کروائے۔ تفسیر صغیر کے مسودہ کا اکثر حصہ مجھ سے ہی املا کروایا۔ قرآن مجید پڑھاتے ہوئے اس بات پر زور دیتے تھے کہ خود غور کرنے کی عادت ڈالو۔ صَرف و نحو مکمل آپؓ نے خود پڑھائی اور ایسے سادہ طریق سے پڑھائی کہ یہ مضمون کبھی مشکل ہی نہ لگا۔ تقریر کرنا آپؓ نے خود سکھایا۔ جب آپؓ نے مجھ سے جلسہ سالانہ پر تقریر کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تو مَیں نے عرض کیا کہ آپؓ لکھ دیں، مَیں پڑھ دوں گی۔ فرمایا اس طرح تمہیں کبھی تقریر کرنی نہیں آئے گی۔ اس موضوع پر مَیں تمہارے سامنے تقریر کرتا ہوں تم غور سے سنو، ضروری حوالہ جات وغیرہ نوٹ کرو اور پھر انہی کی مدد سے تم تقریر کرو مَیں سنوں گا۔

ہر جلسہ کے موقعہ پر فرماتے کہ میری تقریر کے نوٹ ضرور لینا مَیں آکر دیکھوں گا۔ آپؓ کی ایک صاحبزادی کو جب پہلی بار حضورؓ کی تقریر سمجھ آئی تو اُس نے گھر آکر خوشی سے کہا کہ اباجان کو بھی تقریر کرنی آگئی ہے۔ آپؓ نے لطیفہ سنا تو ہنسے اور فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ آج اسے پہلی بار میری تقریر سمجھ آئی ہے۔

جن دنوں حضورؓ نے تفسیر کبیر لکھی، نہ آرام کا خیال رہتا تھا نہ سونے کا نہ کھانے کا، بس ایک ہی دھن تھی کہ کام ختم ہو جائے۔ رات کو عشاء کی نماز کے بعد لکھنے بیٹھتے تو کئی دفعہ ایسا ہوا کہ صبح کی اذان ہوگئی اور لکھتے چلے گئے۔ تفسیر صغیر تو لکھی ہی بیماری کے حملہ کے بعد۔ ڈاکٹر کہتے تھے آرام کریں، فکر نہ کریں، زیادہ محنت نہ کریں لیکن آپؓ کو ایک دھن تھی کہ قرآن کے ترجمہ کا کام ختم ہو جائے۔ بعض دن صبح سے شام ہو جاتی اور لکھواتے رہتے۔ کبھی مجھ سے املا کرواتے، مجھے گھر کا کام ہوتا تو مولوی یعقوب صاحب مرحوم کو ترجمہ لکھواتے رہے۔ آخری سورتیں لکھوا رہے تھے کہ مجھے تیز بخار ہوگیا۔ میرا دل چاہتا تھا کہ میرے ہی ہاتھوں سے یہ مقدس کام ختم ہو۔ مَیں نے کہا کہ مَیں نے دوائی کھالی ہے، آج بالکل بخار اتر جائے گا۔ دو دن آپ بھی آرام کرلیں اور آخری حصہ مجھ سے ہی لکھوائیں۔ نہیں مانے کہ میری زندگی کا کیا اعتبار۔ تمہارے بخار اترنے کے انتظار میں مجھے موت آجائے تو؟ سارا دن ترجمہ اور نوٹس لکھواتے رہے اور شام کے قریب تفسیر صغیر کا کام ختم ہوگیا۔

قرآن کریم کی تلاوت کا کوئی وقت مقرر نہ تھا، جب بھی وقت ملا، تلاوت کرلی۔ عموماً یہ ہوتا کہ صبح اٹھ کر ناشتہ سے فارغ ہو کر ملاقاتوں کی اطلاع ہوئی، آپ انتظار میں ٹہل رہے ہیں اور ایک ورق بھی نہیں الٹا۔ دوسرے دن دیکھا تو پھر وہی صفحہ۔ مَیں نے کہا کہ آپ پڑھ نہیں رہے تو فرماتے ایک آیت پر اٹک گیا ہوں جب تک اس کے مطالب حل نہیں ہوتے آگے کس طرح چلوں؟

ایک دفعہ یونہی مَیں نے پوچھا کہ آپ نے کبھی موٹر چلانی سیکھی؟ کہنے لگے ہاں ایک دفعہ کوشش کی مگر اس خیال سے ارادہ ترک کردیا کہ ٹکر نہ ماردوں۔ ہاتھ پہیئے پر تھے اور دماغ قرآن مجید کی تفسیر میں الجھا ہوا تھا۔ موٹر کیسے چلاتا؟

اکثر قرآن پڑھتے پڑھتے کہتے اچھا بتاؤ اس آیت کا کیا مطلب ہے؟ مَیں جو سمجھ آتی، کہہ دیتی تو پھر کہتے کہ یہ نکتہ سوجھا ہے اور اس آیت کے یہ نئے مطالب ذہن میں آئے ہیں۔

جب تفسیر کبیر کی پہلی جلد شائع ہوئی تو فرمایا کہ اسے پڑھو، میں تمہارا امتحان لوں گا۔ مَیں نے کہا اتنی موٹی کتاب ہے اگلے سال امتحان لے لیں۔ کہنے لگے نہیں صرف ایک ماہ۔ اگر زیادہ مہلت دی تو تم کبھی بھی نہیں پڑھو گی، یہی خیال ہوگا کہ بڑا وقت پڑا ہے، پڑھ لوں گی۔ پڑھنے کا یہ مطلب نہیں کہ زبانی یاد کرو بلکہ شروع سے آخر تک بس پڑھ جاؤ، خود ہی ذہن نشین ہو جائے گا۔ جب مَیں نے بہت اصرار کیا تو کہنے لگے اچھا اڑھائی مہینے۔ پھر اڑھائی مہینے بعد آپؓ نے دو تین سوال پوچھ کر میرا امتحان لیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی عزت رکھ لی کہ جواب آگئے۔

جب حضورؓ عورتوں میں ہفتہ وار درسِ قرآن دیا کرتے تھے تو اُن کا بھی امتحان لیا کرتے تھے۔ کچھ عرصہ بخاری شریف کا درس بھی عورتوں میں دیا تھا۔

حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت اماں جانؓ سے بے حد محبت تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ذکر پر اکثر آنکھیں بھیگ جاتیں۔ ایک دفعہ ایک عورت نے آپؓ سے شکایت کی میرا بیٹا میرا خیال نہیں رکھتا آپ سمجھائیں۔ آپؓ بے اختیار رو پڑے اور کہنے لگے مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کوئی بیٹا ماں سے بُرا سلوک کر ہی کیسے سکتا ہے۔ حضرت اماں جان کا خود باوجود عدیم الفرصتی کے بہت خیال رکھتے تھے اور اپنی بیویوں سے بھی یہی امید رکھتے تھے۔ کبھی فراغت ہوتی تو حضرت اماں جانؓ کے پاس بیٹھ جاتے اور کوئی واقعہ یا کہانی سناتے۔ سفروں میں اکثر اپنے ساتھ رکھتے، اپنے ساتھ موٹر میں بٹھاتے۔ کہیں باہر سے آتے تو سب سے پہلے حضرت اماں جانؓ سے ملتے اور آپؓ کی خدمت میں تحفہ پیش کرتے۔

اپنے بہن بھائیوں سے بہت پیار تھا۔ جب آپؓ پاکستان تشریف لا چکے تھے تو حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ابھی قادیان میں تھے اور حالات بہت خراب ہو رہے تھے۔ آپؓ ٹہل ٹہل کر دعائیں کرتے۔ جب حضرت میاں صاحبؓ لاہور پہنچے اور گھر میں داخل ہوئے تو آپؓ فوراً سجدہ میں گر گئے اور پھر حضرت میاں صاحبؓ کا ہاتھ پکڑ کر حضرت اماں جانؓ کے کمرہ میں تشریف لے گئے اور فرمانے لگے کہ "لیں اماں جان! آپؓ کا بیٹا آگیا"۔ گویا بڑے بھائی ہونے کے لحاظ سے جو فرض آپؓ پر عائد ہوتا تھا اس سے سبکدوش ہوگئے۔

۲۶ر دسمبر ۱۹۶۰ء کو آپؓ گھبرا کر اٹھے اور مجھے کہا کہ مَیں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میاں شریف احمد صاحب فوت ہوگئے ہیں۔ اسی وقت فون پر پیغام بھجوایا کہ داؤد سے کہو کہ خود اُن کے پاس جاکر اُن کو دیکھ کر آئے۔ جب علم ہوا کہ خیریت سے ہیں تو کچھ تسلّی ہوئی لیکن اس خواب کے اثر سے قریباً ساری رات جاگتے رہے اور دعا کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت دیکھیں کہ اُس نے اُس وقت دعا سے اپنی تقدیر ٹال دی اور ٹھیک ایک سال بعد اُسی تاریخ کو یعنی ۲۶ر دسمبر ۱۹۶۱ء کو حضرت میاں صاحبؓ کی وفات ہوگئی۔

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ سے بہت زیادہ محبت اور بے تکلّفی تھی۔ جب وہ آتیں تو اکثر حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کے پرانے اور اپنے بچپن کے واقعات دہراتے، کبھی خود سناتے اور کبھی اُن سے سنتے۔ جب کوئی نئی نظم کہتے تو فرماتے مبارکہ کو بلاؤ اُن کو بھی سناؤں۔ حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ سے بیٹیوں کی طرح مشفقانہ سلوک تھا۔ اُن کی ذرا سی بھی تکلیف کا علم ہوتا تو بیقرار ہو جاتے۔

بچوں کے لئے انتہائی شفیق باپ تھے۔ تربیت کی خاطر لڑکوں پر وقتاً فوقتاً سختی بھی کی لیکن ان کی عزت نفس کا خیال رکھا۔ ایک دفعہ کسی بچہ کو پڑھائی ٹھیک نہ کرنے پر سخت ڈانٹا۔ میں اس خیال سے باہر نکلی کہ دیکھوں کیا بات ہے اور اسی وقت واپس آگئی۔ بعد میں جب آپؓ اندر کمرہ میں آئے تو کہنے لگے کہ مَیں جب اپنے بچہ کو ڈانٹ رہا تھا تو تمہیں وہاں آنا نہیں چاہئے تھا، اس سے وہ شرمندہ ہوگا۔

بیٹیوں سے بہت محبت کرتے لیکن جہاں دین کا معاملہ آجائے تو آنکھوں میں خون اتر آتا تھا۔ نماز کی سستی بالکل برداشت نہ تھی۔ ۱۹۱۸ء میں انفلوئنزا کے شدید حملہ میں اور پھر مئی ۵۹ء میں شدید بیماری میں جب اپنی وصیت شائع کروائی تو اُس میں اسی خواہش کا اظہار کیا کہ یہ بچے دین کے لئے وقف ہوں۔ ۱۴ر مئی ۳۹ء کو آپؓ نے اپنی ڈائری میں ایک عہد درج کیا جس میں قسم کھا کر یہ لکھا کہ حضرت مسیح موعود کی نسل سیدہ سے جو بھی اپنی زندگی سلسلہ کی خدمت میں خرچ نہیں کر رہا، مَیں اُس کے گھر سے کھانا نہیں کھاؤں گا اور اگر مجبوری یا مصلحت کی وجہ سے مجھے ایسا کرنا پڑے تو مَیں ایک روزہ بطور کفارہ رکھوں گا یا پانچ روپے بطور صدقہ ادا کروں گا۔ یہ عہد سردست ایک سال کے لئے ہوگا۔

آپؓ کئی بار فرماتے کہ لوگ رشتہ داروں کی مدد بطور احسان کے کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ذی القربیٰ کی مدد انسان پر فرض رکھی ہے۔ آپؓ کے عزیزوں، بیویوں کے عزیزوں، عزیزوں کے عزیزوں میں کوئی بھی ایسا نہیں نکلے گا کہ کسی کو کوئی ضرورت پیش آئی ہو اور آپؓ نے اُس کی طرف دستِ مروّت نہ بڑھایا ہو۔ اُس کو کہنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی، آپؓ خود خیال فرماتے۔

افرادِ جماعت آپؓ کو اپنی بیویوں، بچوں اور عزیزوں سے زیادہ پیارے تھے اور اُن کے دکھ میں مَیں نے بارہا آپؓ کو کرب میں مبتلا ہوتے دیکھا۔ کبھی مجبوراً کسی کو سزا دی تو خود بھی افسردہ ہو جاتے تھے۔ کئی دفعہ بعض کارکنوں کو دفتر کا کام ختم نہ کرنے پر ہدایت دی کہ کام ختم کرنے سے پہلے گھر نہیں جانا۔ اور پھر اندر آکر کہنا کہ فلاں کے لئے کچھ کھانے کو بھجوا دو وہ گھر نہیں گیا، بے چارہ دفتر میں کام کر رہا ہے۔

میرے گھر میں لجنہ کی کوئی تقریب تھی اور بہت سی بہنیں چائے پی رہی تھیں کہ ملک عبدالرحمان خادم صاحب کی وفات کی اطلاع آئی۔ آپؓ نے انتہائی غم کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ سلسلہ کے ایک دیرینہ خادم کا جنازہ آرہا ہے اور تم سب نیچے چائے پی رہے ہو، سب کو رخصت کردو۔ اسی طرح جب ڈاکٹر غفورالحق صاحب کی وفات کی اطلاع ملی تو اُس دن صاحبزادی امۃ الباسط صاحبہ کے ہاں شاید بچی کا عقیقہ تھا۔ ہم نے اُس کے گھر جانا تھا کہ حضورؓ نے روک دیا۔

قادیان میں میری شادی کے ایک سال بعد حضورؓ نماز پڑھ کر مسجد مبارک سے آرہے تھے۔ حضرت اماں جانؓ کے صحن میں کسی گاؤں کی ایک بوڑھی عورت آپؓ کا انتظار کر رہی تھی۔ اُس نے لمبی بات شروع کردی اور حضورؓ کھڑے ہوئے توجہ سے سنتے رہے۔ میری طبیعت خراب تھی، میں پاس تخت پر بیٹھ گئی۔ جب وہ عورت بات ختم کرکے چلی گئی تو فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ کے ابتدائی ماننے والوں اور قربانی کرنے والوں میں سے ہیں۔ مَیں تو اس کے احترام کے طور پر کھڑا ہوگیا اور تم بیٹھ گئیں۔

اپنی زیادہ بیماری کے ایام میں بھی کسی کی تکلیف کا معلوم ہو جاتا تو بہت کرب محسوس فرماتے تھے۔

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

04/02/2000 - 10/02/2000

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 4th February 2000

00.05	Tilawat, Darsul Hadith, News
00.50	Children's Corner: Yassarnal Quran Class Lesson No.7
01.00	Liqa Ma'al Arab: ®
02.10	Mulaqat With Hazoor With Itfal Rec: 26.01.00
03.05	MTA Life style
03.35	Urdu Class: With Hazoor
04.35	Learning Arabic Lesson 28
04.50	Homeopathy Class with Huzur, No. 92 ® Rec:27.06.95
06.05	Tilawat, Darsul Hadith, News
06.50	Children's Corner: Yassarnal Quran Class Lesson No.7 ®
07.00	Quiz History of Ahmadiyyat: No.25
07.30	Siraiky Programme: Friday Sermon With Hazoor.Rec: 29.01.99
08.40	Liqa Ma'al Arab: With Hazoor No. 234 Rec: 12.12.96
09.55	Urdu Class: With Hazoor ®
10.50	Indonesian Service: Tilawat, Hadith, more.....
11.25	Bangali Service: Short Description about Ahmadiyya Jamat
12.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
13.00	Friday Sermon by Huzoor LIVE
14:00	Documentary: Attractions of Canada 'Visit to BANFF'
14.30	Majlis-e-Irfan: With Huzoor
15.30	Friday Sermon by Hazur ®
16.30	Children's Corner: Class No. 12 Part 2
17.00	German Service: Quran and Bibel
18.05	Tilawat, Hadith
18.25	Urdu Class: With Hazoor
19.35	Liqaa Ma'al Arab With Hazoor
20.35	Belgian Programme:Children's Class No.19
21.40	Documentary: Attractions of Canada 'Visit to BANFF'
21.45	Friday Sermon by Huzur, Rec: 04.02.00
22.55	Majlis e Irfan With Hazoor With Urdu Speaking Friends Rec: 03.12.99

Saturday 5th February 2000

00.05	Tilawat, Hadith, News
00.35	Children's Corner
01.10	Liqa Ma'al Arab with Hazoor, Rec.03.01.00
02.10	Weekly Preview
02.20	Friday Sermon by Hazoor Rec:04.02.00®
03.20	Urdu Class: With Hazoor
04.25	Computer for everyone - Part 35 ®
04.55	Majlis e Irfan with Hazoor Rec: 03.12.99
06.05	Tilawat, Darsul Hadith,Preview, News
07.05	Children's Corner
07.35	MauritianProgramme
08.25	Documentary: Attractions of Canada 'Visit to BANFF'
08.55	Liqa Ma'al Arab Rec: 03.02.00
09.55	Urdu Class with Hazoor
11.00	Indonesian Hour
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Danish Lesson no.12
13.05	Majlis e Irfan with Hazoor Rec:05.11.99®
14.05	Bengali Service
15.10	Children's Class With HazoorRec: 05.02.00
16.10	Quiz Khutabat -e- Imam Quiz From the 9th and 16th October 1998 Khutba's
16.45	Hikayat-e-Shereen: Story No. 11
16.55	German Service
18.05	Tilawat, Darsul Hadith, Preview
18.30	Urdu Class: With Hazoor
19.45	Liqa Ma'al Arab Rec:17.12.96 Session No. 235
20.55	Philosophy Of The Teachings Of Islam No. 12
21.25	Children'sClass: With Hazoor Rec:05.02.00®
22.25	Majlis e Irfan with Huzoor

Sunday 6th February 2000

00.05	Tilawat, News
00.45	Quiz Khutabat -e- Imam Quiz From the 19th and 26th June 1998 Khutba's
01.10	Liqa Ma'al Arab With Hazoor Rec: 17.12.96 Session No. 235
02.10	Canadian Horizon: Various Programmes
03.10	Urdu Class with Huzoor ®
04.15	Seeratun Nabi (saw)
04.25	Learning Danish: ®
04.55	Children's Mulaqat with Huzoor Rec:05.02.99®
06.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
07.10	Quiz Khutabat -e- Imam Quiz From the 19th and 26th June 1998 Khutba's
07.35	Majlis e Irfan with Huzoor Rec:04.02.00®
08.50	Liqa Ma'al Arab with Huzoor Rec:17.12.96 Session No. 235 ®
09.50	Urdu Class with Huzoor ®
10.55	Indonesian Service:
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Chinese
13.10	Friday Sermon:With Hazoor Rec: 04.02.00
14.10	Bengali Service
15.10	Mulaqat with Hazoor German)Rec.15.01.00
16.20	Children's Corner: Mulaqat With Hazoor
16.55	German Service
18.05	Tilawat, Seerat un Nabi
18.30	Urdu Class:With Hazoor
19.40	Liqa Ma'al Arab: With Huzoor Rec:18.12.96 Session No. 236
20.45	Albanian Programme 'Introduction of Islam, Part 2'
21.20	Dars ul Quran by Huzoor : Class No. 18 Rec: 22.02.95
22.55	Mulaqat With Hazoor (German)

Monday 7th February 2000

00.05	Tilawat, Darsul Malfoozat, News
00.35	Children's Corner: With Hazoor
01.10	Liqa Ma'al Arab No. 236 Rec: 18.12.96
02.10	Documentary:
03.00	Urdu Class with Huzoor Rec:16.06.96
04.15	Learning Chinese
04.55	Mulaqat with Huzoor(English)Rec.04.12.99
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.35	Children's Corner With Hazoor
07.05	Dars ul Quran by Huzoor Rec.22.02.95
08.30	Liqa Ma'al Arab: with Hazoor Rec:18.12.96 Session No. 236
09.40	Urdu Class with Huzoor Rec:16.06.96 No.183
10.55	Indonesian Service: F/S By Hazoor
12.05	Tilawat, News
12.35	Learning Norwegian Lesson no.50
13.00	Mulaqat with Huzoor Q/A Session With French Speaking Friends Rec: 30.01.00
14.00	Bengali Service
05.05	Homeopathy Class With Hazoor No.93 Rec: 04.07.97
16.15	Children's Corner: Chlidrern's Mulaqat With Hazoor
16.55	Germen Service
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat
18.10	Urdu Class: With Hazoor No. 185
19.10	Liqa Ma'al Arab No. 237 Rec: 19.12.96
20.15	Turkish Programme
20.45	Islamic Teachings
21.25	Mulaqat with Huzoor Rec: 15.01.00
22.25	Learning Norwegian Lesson no.50
22.55	Homeopathy Class No.93 Rec: 04.07.97

Tuesday 8th February 2000

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.40	Children's Corner: With Hazoor
01.10	Liqa Ma'al Arab:No. 237 Rec: 05.12.96
02.20	MTA Sports Football Final
03.00	Urdu Class with Huzoor Rec:06.07.96® Class No. 185
04.15	Learning Norwegian
04.55	Mulaqat with Huzoor With French Speaking Friends
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.06	Children'sCorner
07.05	Pushto Programme: Friday Sermon Rec: 14.08.98
08.05	Islamic Teachings: 'Hujjatullah'
08.50	Liqa Ma'al Arab: With Hazoor No. 237 Rec: 19.12.96
09.55	Urdu Class with Huzoor Rec:06.07.96®
10.55	Indonesian Service
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Swedish: Lesson No. 35
13.0	Mulaqat With Huzoor (Bengali)Rec: 01.02.00
14.00	Bengali Service
15.0	Tarjumatul Quran Class No. 63 Rec: 22.06.95
16.05	Children's Corner: Yassarnal Quran Class,
16.06	16.30 Children's Corner
16.55	German Service
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.30	Urdu Class with Huzoor Rec:07.07.96 Class No. 186
19.300	Liqa Ma'al Arab No.238 Rec: 23.12.96
20.35	Norwegian Programme 'Islamic Usul Ki Philosophy No. 2'
21.00	Mulaqat With Bengali Speaking Friends Rec: 01.02.00
22.00	Hamari Kaenat No.32
22.30	Tarjumatul Quran Class No.63
23.35	Learning Swedish Lesson No. 35

Wednesday *9th February 2000*

00.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
00.40	Children's Corner- Yassarnal Quran Class No: 8®
01.00	Liqa Ma'al Arab No. 238 Rec: 23.12.96
02.05	Mulaqat With Bengali Speaking Friends Rec: 01.02.00
03.05	Urdu Class with Huzoor Rec:07.07.96® No.186
04.15	Learning Swedish: Lesson No. 35
04.55	Tarjumatul Quran Class No. 63
06.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.40	Children's Corner – Yassarnal Quran Class No: 8®
07.00	Swahili Programme
08.15	Hamari kaenat no.32
08.50	Liqa Ma'al Arab No. 238 Rec: 23.12.96
10.05	Urdu Class with Huzoor Rec:07.07.96 No. 186®
10.55	Indonesian Service
12.05	Tilawat, News
12.35	Learning Spanish: Lesson No. 22
13.05	Mulaqat With Hazoor With Atfal Rec: 01.12.99
13.55	Bengali Service
15.05	Tarjumatul Quran class No. 64
16.05	Children's Corner: Guldasta
16.30	Children's Corner 'Bait Bazi' Semi-Final
17.00	German Service
18.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.30	Urdu Class with Huzoor Rec: 12.07.96 No.187
19.35	Liqan Ma'al Arab No. 239 Rec: 24.12.96
20.40	French Programme No.6
21.05.1	Mulaqat:With Hazoor with Atfal Rec: 01.12.99
21.55	Durr-e-Sameen No. 13 Part 3
22.25	Tarjumatul Quran class No. 64 ®
23.30	Learning Spanish: Lesson No. 22

Thursday *10th February 2000*

00.05	Tilawat, Darsul Hadith, News
00.40	Children's Corner: Guldasta ®
01.00	Liqa Ma'al Arab No. 239 Rec: 24.12.96
02.05	Mulaqat With Hazoor Bengali With Atfal Rec: 01.12.99
03.00	Urdu Class with Huzoor Rec:12.07.96® Class No. 187
04.20	Learning Spanish: Lesson No. 22
04.55	Tarjumatul Quran class No. 64®
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.35	Children's Corner: Guldasta ®
06.55	Sindhi Programme - Friday Sermon by Huzur Rec.30.04.99
07.50	Durr-e-Sameen No. 13 Part 3
08.30	Liqa Ma'al Arab Rec:24.12.96 No. 239
09.50	Urdu Class with Huzoor Rec:12.07.96® Session No.187
10.55	Indonesian Service 12.05 Tilawat, News
12.35	Learning Arabic Lesson no.29
12.55	Mulaqat: With Hadhrat Khalifatul Masih IV With Atfal Rec: 03.02.00
14.00	Bengali Service: F/S with Huzoor Rec.18.01.91
15.00	Homeopathy Class with Huzoor No. 94
16.00	Children's Corner: Yassarnal Quran Class No. 9
16.55	German Service
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat
18.30	Urdu Class with Huzoor Rec:13.07.96® Class No. 188
19.40	Liqaa Ma'al Arab Rec: 03.02.00
21.05	Tabarukaat: Speech
22.00	Quiz History Of Ahmadiyyat No. 26
22.35	Homeopathy Class No.91 with Huzoor
23-40	Learning Arabic: Lesson no.29

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 7 | Friday, February 4, 2000 | Issue No. 5

جماعت احمدیہ کینیڈا کا عید الفطر کا عظیم الشان اجتماع

عید الفطر کی پر وقار تقریب اور روح پرور نظارے

رپورٹ: ھدایت اللہ ھادی

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ جماعت احمدیہ کینیڈا نے یکم شوال مورخہ ۸ر جنوری ۲۰۰۰ء ہفتہ کے روز عید الفطر منائی۔ روزوں کے بابرکت ایام کے بعد عید کے روز سب سے بڑا اجتماع Soccer Centre مارٹن گرو، ٹورانٹو میں منعقد ہوا۔ جہاں چھ ہزار سے زائد احباب وخواتین نے عید الفطر کی نماز میں شمولیت کی۔

جماعت احمدیہ کینیڈا کی روز افزوں ترقی کے باعث ٹورانٹو شہر کے بڑے بڑے ہال بھی اب چھوٹے پڑتے چلے جا رہے ہیں اس لئے نماز عید کا انتظام ایک بہت بڑے وسیع و عریض اور کشادہ سنٹر میں کیا گیا جہاں سردی سے بچاؤ اور دیگر ضروریات کا مناسب اور موزوں انتظام تھا۔ اگرچہ اس سنٹر کا پارکنگ لاٹ بہت وسیع و عریض تھا لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے بے پایاں فضلوں کے طفیل یہاں کا پارکنگ لاٹ بھی جماعت احمدیہ کی ضروریات کو پورا نہیں کر سکا اس لئے احباب جماعت کی سہولت کے لئے جماعت احمدیہ نے میٹرو ٹورانٹو اور گردونواح کے شہروں کے مختلف حلقوں سے بڑی بڑی سکول بسوں کا انتظام کیا۔ یہ بسیں احباب و خواتین اور بچوں کو آسانی سے عید گاہ تک لاتی اور لے جاتی رہیں۔ چھٹی کا دن ہونے کی وجہ سے صوبہ اونٹاریو کے بعض دوسرے شہروں سے بھی احباب و خواتین نے اس عظیم الشان اجتماع میں شرکت کی۔ جس کی وجہ سے ساکر سنٹر کا پارکنگ لاٹ کاروں سے اٹا پڑا تھا اور تاحد نظر کاریں ہی کاریں نظر آتی تھیں۔ ساکر سنٹر کے قریب کی سڑکوں اور شاہراہوں پر جگہ جگہ جماعت احمدیہ کی عید گاہ کے لئے نشان نمایاں طور پر موجود تھے۔ داخلہ کے گیٹ پر خدام نہایت خندہ پیشانی سے کاروں کی آمدورفت کو کنٹرول کر رہے تھے اور ساکر سنٹر کے پارکنگ لاٹ میں کاروں کو نہایت نظم وضبط سے پارک کرنے میں لوگوں کی مدد کر رہے تھے۔

اس وسیع و عریض سنٹر میں بڑے بڑے قد آور ٹی وی سکرین لگا دئے گئے تھے جہاں لاؤڈ سپیکر اور ایم ٹی اے کا انتظام بہت خوب تھا۔ اس سنٹر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ ایک وسیع و عریض ہال مستورات کے لئے مختص تھا جہاں پردہ کا انتظام تھا۔ دونوں ہالز میں شعبہ مال کے زیر نگرانی فطرانہ اور عید فنڈ وصول کرنے کا وسیع پیمانہ پر اعلیٰ انتظام تھا۔

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے عید کے روز سردی کا درجہ حرارت مناسب تھا اور موسم قدرے خوشگوار تھا جب کہ عید سے ایک روز پہلے شدید سردی تھی۔ ساکر سنٹر کے وسیع و عریض ہال میں کینیڈین میڈیا نے اس عظیم الشان اجتماع کو باآواز بلند تکبیریں پڑھتے ہوئے سنا اور نہایت جوش وخروش سے ایک دوسرے کو ملتے ہوئے دیکھا اور انہوں نے انتہائی تضرع و عاجزی سے عید الفطر کی مسنون نماز ادا کرتے ہوئے ایمان افروز اور روح پرور نظارے بھی دیکھے۔ عید الفطر کے مسنون خطبہ کے دوران اعلیٰ نظم و ضبط، مکمل خاموشی تھی۔ اس پر وقار اور عظیم الشان اجتماع کے بعض مناظر کی کینیڈین میڈیا نے تصاویر بھی لیں اور اسی روز شام کو کینیڈین ٹیلی ویژن نے خبریں نشر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کینیڈا کے عید الفطر کے اس اجتماع کی چند جھلکیاں دکھائیں۔ اور اگلے روز ٹورانٹو سٹار نے عید الفطر کی خبر لگاتے ہوئے جماعت احمدیہ کینیڈا کے عید الفطر کے ایمان افروز نظارے کی تصویر نمایاں طور پر شائع کی۔

عید الفطر کی نماز سے قبل ان دونوں ہالز میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا ریکارڈ شدہ عید الفطر کا تازہ ترین خطبہ نشر کیا گیا۔ حضور ایدہ اللہ کے اس ایمان افروز خطاب کو احباب و خواتین نے بڑے انہماک اور توجہ سے سنا۔

سوا دس بجے مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب، امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا کی اقتداء میں عید الفطر کی مسنون نماز ادا کی گئی اور نماز کے فوراً بعد دونوں ہال مسنون تکبیرات سے گونج اٹھے۔ مسنون تکبیرات کے بعد محترم امیر صاحب نے پینتالیس منٹ تک عید الفطر کا خطبہ ارشاد فرمایا۔ محترم امیر صاحب نے قرآنی آیات اور احادیث نبویہ کے حوالے سے رمضان میں کی جانے والی نیکیوں پر دوام اختیار کرنے اور اس سلسلہ کو مزید آگے بڑھانے کی طرف توجہ دلائی اور بتایا کہ رمضان المبارک نے ہمیں جو نیکی کے سبق سکھلائے ہیں اگر ہم نے رمضان کے بعد ان اسباق کو بھلا دیا تو یہ کوئی دانشمندی نہیں۔

خطبہ ثانیہ کے بعد محترم امیر صاحب نے اجتماعی دعا کروائی۔ اس طرح یہ عظیم الشان اور روح پرور اجتماع ساڑھے گیارہ بجے کے لگ بھگ اختتام پذیر ہوا۔ الحمدللہ علی ذلك. ☆......☆......☆

مسجد احمدیہ وٹلش (Wittlich) جرمنی کی تعمیر مکمل ہونے پر

افتتاح کی مبارک تقریب

(رپورٹ: ساجد احمد نسیم - مربی سلسلہ - جرمنی)

الحمدللہ! مورخہ ۹ر جنوری ۲۰۰۰ء کو مسجد حمد وٹلش رائن موزل (Rhein-Mosel) ریجن کا خدا تعالیٰ کے فضل سے شاندار افتتاح ہوا۔ یہ مسجد ان ۱۰۰ مساجد میں سے ایک ہے جس کی باقاعدہ تحریک حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۸۹ء میں جماعت احمدیہ جرمنی کو فرمائی تھی۔

خدا تعالیٰ کی حمد وثنا کرتے ہوئے امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر نے اس کا باقاعدہ افتتاح کیا۔

رمضان المبارک کی عبادات بجالانے کے بعد عید الفطر کی خوشیوں کے ساتھ خدا تعالیٰ نے جماعت کو اس عظیم سعادت سے نوازا اس پر خدا تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔

اس افتتاحی تقریب کے موقع پر ایک عجیب قسم کا پر کیف روحانی منظر تھا۔ ۶۰۰ سے زائد جرمن لوگ اور احباب جماعت کی بڑی تعداد جو کہ ۳۵۰ نفوس پر مشتمل تھی دور دراز علاقوں سے باوجود موسم خراب ہونے کے اس بابرکت روحانی تقریب میں شامل ہوئی۔ بچے، بوڑھے، جوان، مرد اور عورتیں سبھی خدا تعالیٰ کی حمد وستائش کرتے ہوئے اپنے آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ پر درود بھیجتے ہوئے عجیب قسم کی فرحت محسوس کر رہے تھے۔ اس موقع پر جہاں احباب جماعت پر روحانی کیفیت طاری تھی وہاں غیر مسلم معزز مہمانوں کے لئے بھی ایک عجیب قسم کا روح پر اثر کرنے والا نظارہ تھا۔

اس تقریب افتتاح کے موقع پر جرمن، ترکی، روسی، البانین، بوسنین، افریقن اور عرب افراد کی ایک بہت بڑی تعداد نے مسجد کی زیارت کی۔ افتتاحی تقریب کے موقع پر تبلیغی کتب اور لٹریچر کا سٹال بھی لگایا گیا جس سے بہت بڑی تعداد نے استفادہ کیا۔ مہمانوں میں ۸۰ سے زائد بڑے بڑے معززین بھی موجود تھے۔ جن میں صوبائی اسمبلی کے ممبران، شہروں کے میئر، عدالتوں کے جج، ڈاکٹر، وکلا اور ضلعی انتظامیہ کے لوگ شامل تھے۔ جنہوں نے نیک توقعات کے ساتھ مسجد کی تعمیر کا خیر مقدم کیا۔

مسجد حمد کو اس علاقہ میں بہت شہرت حاصل ہوئی ہے۔ علاقہ کے ہر فرد کی زبان پر اس مسجد کا تذکرہ جاری ہے۔ ٹیلی ویژن پر اور ۱۰ سے زائد ریڈیو سٹیشنوں سے مسجد حمد کے بارہ میں نہایت ہی مؤثر انداز میں خبریں پیش کی گئیں جو سارے جرمنی میں سنی گئیں۔

کئی اخبارات کے نمائندگان بھی افتتاح کے موقعہ پر تشریف لائے اور نہایت عمدگی کیساتھ اخبارات میں خبریں شائع کی گئیں۔

جرمن، البانین، ترکی، عرب، افریقن اور دیگر غیر مسلم بہت بڑی تعداد میں روزانہ مسجد حمد وٹلش کی زیارت کے لئے آرہے ہیں۔ اس مسجد کی تعمیر میں بہت سے احباب جماعت نے اپنے دنیاوی کاموں کو چھوڑ کر کئی کئی گھنٹے، کئی کئی دن مسلسل وقار عمل کیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزا۔

یہ مسجد کل تیرہ ماہ کے عرصہ میں وقار عمل اور دوسرے ورکرز کی مدد سے تکمیل کے مراحل تک پہنچی ہے۔ اس مسجد کی تعمیر کا کل تخمینہ ۱۳ لاکھ جرمن مارک تھا جبکہ مسجد کی تعمیر پر کل ۹ لاکھ جرمن مارک خرچ ہوئے اور یوں محض وقار عمل کی وجہ سے چار لاکھ مارک کی بچت ہوئی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس مسجد کو اپنے سچے مخلص نمازیوں سے بھر دے اور ہمیں اپنے فضلوں اور رحمتوں کے سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں ——— (مینیجر)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔